REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۴۱ — شمارہ ۱۶

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ [illegible] روپے، بیرونی ممالک: ہوائی ڈاک [illegible] پاؤنڈ یا [illegible] ڈالر امریکن، بذریعہ بحری ڈاک [illegible] پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ | ۲۳ شہادت ۱۳۷۱ ہش | ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء

اخبار احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے تواتر سے دعائیں جاری رکھیں۔

خصوصی درخواست دعا

قادیان [illegible] اپریل: [illegible] لندن سے بذریعہ ٹیلیفون محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی [illegible] علالت کی اطلاع محترمہ [illegible] صاحب کی طرف سے (بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

قادیان دارالامان میں

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

قادیان ۲۳ مارچ ۱۹۹۲ء: آج [illegible] نو بجے مسجد اقصیٰ میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام سابقہ روایات کے مطابق منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر عمومی و ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے فرمائی۔ سب سے پہلے مکرم ملیادی احمد نوبہ صاحب آف ملیشیا نے سورۃ الجمعہ کے ابتدائی رکوع کی تلاوت کی جس کا اردو ترجمہ صدر اجلاس نے سنایا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم ناصر علی عثمان صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام [illegible]

یوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

خوش الحانی سے سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔

اجلاس کی سب سے پہلی تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی "[illegible] کی اہمیت اور مقام مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر تھی۔ آپ نے اس [illegible] کی اہمیت اور مسیح موعود کی آمد کے لئے لوگوں کی شدید انتظار اور اس بابرکت دور پر روشنی ڈالتے ہوئے صحف سابقہ اور قرآن مجید کے حوالہ سے مقام مسیح موعود بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی ہے کہ ہمیں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلا جن کا ذکر سورۃ النساء میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الجمعہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک بعثت آخرین میں مقدر تھی۔ احادیث میں بھی مسیح موعود کا مقام بیان ہوا ہے۔ لیکن افسوس کہ جب وہ موعود ظاہر ہوا تو سب سے پہلے علماء نے ہی اس کی مخالفت کی۔ فاضل مقرر نے حضور علیہ السلام کی فارسی منظوم [illegible] آپ کی عظیم خدمات اسلام و قرآن کا بھی ذکر کیا۔

دوسری تقریر محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر دعوۃ الی اللہ قادیان کی زیر عنوان "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلحاظ عشق خدا و عشق رسول [illegible]" آپ نے بڑے دلچسپ [illegible] سیرت طیبہ کے پہلوؤں [illegible] بتایا کہ آپ [illegible] عبادات الٰہی میں مشغول رہتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و فکر آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ [illegible] آپ کا روحانی [illegible] بھرا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے تھے جس کا ذکر آپ کے منظوم و منثور کلام میں ملتا ہے۔ مخالفین اور آپ کے دشمن بھی اس کا اعلان کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس سلسلہ میں موافقین و مخالفین کی متعدد شہادتیں آپ نے اپنی تقریر میں بیان کیں۔ اسی طرح اپنوں اور غیروں سے [illegible] سلوک آپ نے اختیار فرمایا اس کی متعدد مثالیں بیان کیں اور بتایا کہ ای [illegible] کا یہ [illegible] کہ بڑے بڑے سرکاری [illegible] لوگ آپ کے حضور حاضر ہوئے اور عہدوں اور عیش و عشرت کے مقابلہ میں آپ کے قدموں میں رہنے کو ترجیح دی۔

اس تقریر کے بعد عزیزم عطاء اللہ ناصر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام [illegible]

[illegible]

پروگرام کی آخری تقریر "مسیح موعود علیہ السلام کے کارہائے نمایاں" کے عنوان پر مکرم مولوی منظور احمد خان صاحب ناظر [illegible] مدرسہ احمدیہ قادیان نے کی۔ آپ نے بتایا کہ اسلام کے تنزل و ادبار کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] سال پہلے بتا دیا تھا کہ ایسا زمانہ آجائے گا کہ اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ [illegible] رہ جائیں گے اور مساجد [illegible] ویران ہوں گی۔ علماء [illegible] ہو جائیں گے جن سے فتنے پیدا ہوں گے چنانچہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور جس زمانہ کے بڑے بڑے علماء نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ اسلام کی ایسی ناگفتہ بہ حالت میں جبکہ چاروں طرف سے اس پر اعتراضات ہو رہے تھے، ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنایا جا رہا تھا حضرت امام مہدی علیہ السلام پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہوئے۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ قرآن زندہ کتاب ہے اور اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کا ازلی ابدی ہونا آپ نے دلائل قویہ سے ثابت کیا اور منکرین کو مقابلہ کے لئے چیلنج دیا۔ اس کے علاوہ فاضل مقرر نے حضور کے عظیم الشان کارہائے نمایاں بیان کئے جن میں عصمت انبیاء، قرآن مجید پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب اور بالخصوص کسر صلیب کے کارہائے نمایاں شامل ہیں۔

آخر پر صدر محترم نے اپنے خطاب میں بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا جو کام اور مقام بیان فرمایا ہے وہ احادیث میں مذکور ہے کہ بظاہر مسیح اور مہدی آئے گا لیکن حقیقت میں وہ ایک ہی فرد ہو گا۔ اور حکم و عدل کی حیثیت سے آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تاریخ انبیاء سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی نبی آیا اس وقت کے لوگوں نے یہی کہا کہ کیا ہم میں کوئی ایسا مقام والا نہیں ہے جس پر وحی نازل ہوتی اور خدا اس سے کلام کرے۔ وہ لوگ تو فوق البشر انسان کی انتظار میں ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک انسان کو ہی مامور بنا کر بھیجتا ہے۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] ایسا شخص [illegible] امام ہو گا۔ وہ امت محمدیہ میں سے ہو گا نہ کہ کسی اور امت میں سے۔ [illegible] امام مہدی علیہ السلام پیشگوئیوں کے عین مطابق حکم اور عدل کی حیثیت سے مبعوث ہوئے تو قرآنی روشن اور علامت کے مطابق بڑے بڑے علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ اور متفقہ طور پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس جماعت کو بالکل نمایاں اور ممتاز کر دیا۔ اور اپنے آپ کو تہتّر کی حقیقت نما بنا کر جماعت احمدیہ کے الّا واحدۃ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ موجودہ دور میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی علمبردار ایک پاکیزہ جماعت کا قیام فرمایا اور ان مقاصد کے حصول کے لئے جو ذمہ داریاں ہم پر دعوت الی اللہ کے ضمن میں عائد ہوتی ہیں انہیں بڑھ چڑھ کر ہم پورا کریں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲ شہادت ۱۳۷۱ ہش

بھوک سے موت

تمام ملک کیلئے لمحۂ فکریہ!

ایک خبر کے مطابق مدھیہ پردیش میں سوکھے کے باعث اِن دنوں روزمرہ کی غذائی اشیاء غریب طبقے تک نہیں پہنچ پا رہی ہیں جس کے باعث ایک گاؤں میں کچھ غریب لوگوں کی بھوک سے موت ہو گئی۔ اِس مسئلہ کو لے کر مدھیہ پردیش کی صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن اور حکمران پارٹی کے اراکین میں بہت حد تک ہنگامہ آرائی کی بھی خبریں ہیں۔ جہاں تک قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں کسی مسئلہ کو لے کر اراکین کا ہنگامہ آرائی کرنے کا تعلق ہے تو اب یہ ایک معمولی بات بن گئی ہے کہ حزبِ اختلاف کے اراکین خواہ کسی بھی پارٹی سے متعلق ہوں، خراب واقعات کی تمام تر ذمہ داری حکمران پارٹی پر تھوپ کر ہنگامہ برپا کرتے ہیں۔ اور آج جو حکمران پارٹی کے اراکین ہیں اگر کل وہ اپوزیشن کی کرسیوں پر بیٹھیں تو ایسا ہی وطیرہ اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن جہاں تک بھوک سے کچھ انسانوں کے مرجانے کا تعلق ہے (اگر یہ خبر صحیح ہے) سب وطن دوست شہریوں کے لئے نہایت افسوس اور غم کی بات ہے۔

چند ماہ بعد اگست ۱۹۹۲ء میں ہم آزادئ ہند کی پینتالیسویں[۴۵] سالگرہ منانے جا رہے ہیں۔ ہمارے بزرگ لیڈروں نے آزادی کے وقت صرف انگریزوں سے آزادی کا ہی خواب نہیں دیکھا تھا بلکہ ان خوابوں میں بھوک، جہالت، غربت اور بیماری سے آزادی کے حسین خواب بھی شامل تھے۔ لیکن اگر پینتالیس[۴۵] سال کے بعد بھی اِس وطن میں کسی جگہ بھوک سے موت واقع ہو جاتی ہے تو یہ سب اہلِ وطن کے لئے لمحۂ فکریہ ہے —!

دھواں دھار تقریروں، امن مارچوں یا پیلے، نیلے اور ہرے جھنڈے ہاتھوں میں لے کر جلوس نکالنے سے اس ملک کا کوئی بھلا نہ ہوگا۔ ضرورت ہے اپنی سوچوں کو مثبت بنانے کی۔ اخلاص اور محنت سے مسلسل جد وجہد کی۔ بعض ممالک جو ہمارے بعد آزاد ہوئے تھے، ترقی کے میدان میں وہ ہم سے آگے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ شعبوں میں ہم نے بھی ترقی کی ہے لیکن انسان کے بھوک سے مرجانے کی خبر یقیناً تمام ترقیات کو مٹی میں ملا دینے کے مترادف ہے۔

بھوک سے مرجانے کی مذکورہ خبر صحیح ہے یا غلط اُسے بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک بات تو عمومی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ ہندوستان میں غرباء کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جن کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے روزانہ دو وقت پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ٹرین میں بیٹھ کر شمالی ہند سے جنوبی ہند کی طرف سفر کر جائیں آپ کو راستے میں ایسے معصوم انسان نظر آئیں گے جن کی عورتوں اور مردوں کے تن پر مناسب کپڑا نہیں ہوتا۔ اُن کے چہروں پر تر و تازگی اور بشاشت کے آثار نہیں ہوتے۔ انہیں وہ سہولتیں حاصل نہیں جن سے ایک غریب آدمی باعزت زندگی بسر کر سکے۔ اکثر دیہاتوں میں بچوں کے لئے سکول نہیں، صحت کے لئے ہسپتال نہیں۔

ضرورت ہے سنجیدگی سے سوچنے کی کہ اب تک ایسا کیوں نہ ہو سکا۔ ہماری زمین۔ ہمارے دریا، ہمارے سمندر، ہمارے پہاڑ اور ہمارے جنگل قدرتی دولت سے مالا مال ہیں۔ اور ہمارے عوام کے دماغ زرخیز ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ذاتی مفادات اور اغراض کو بالائے طاق رکھ کر ان زرخیز دماغ لوگوں کو سامنے لایا جائے، انہیں اپنے وطن میں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

جس دن خدا نے اِس سرزمین پر آدم کو نبی بنا کر مبعوث کیا تھا، اُسے انسانوں کے متعلق پہلا حکم یہی ملا تھا

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی ۝ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی ۝ (طٰہٰ: ۱۱۹، ۱۲۰)

کہ اس سرزمین پر تُو بھوکا نہ رہے (اور نہ تیرے ساتھی) اور تُو ننگا نہ رہے اور تُو پیاسا نہ رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اگر خداوند ربّ العالمین نے حضرت آدم علیہ السّلام کو مندرجہ بالا حکم دیا تھا تو یقیناً اسی زمین میں ایسی صلاحیت بھی رکھی ہے کہ وہ اس پر پیدا ہونے والی تمام مخلوقات کی ضروریات پوری کر سکے۔ اگر آج کچھ انسان بھوکے رہ جاتے ہیں۔ اور بعض کو پیٹ بھر کر کھانا اور زندگی کی بنیادی ضروریات نصیب نہیں ہوتیں تو یہ ہماری غلط تقسیم، لالچ اور خود غرضی کی وجہ سے ہے۔ مذہب اسلام کے نزدیک، اس سرزمین پر خدا نے وہ کچھ پیدا کیا ہے کہ اگر بعض لوگ اپنی محنت اور صلاحیت کے نتیجہ میں خوب فراوانی کے ساتھ عیش کی زندگی بسر کر سکیں۔ تو باقی لوگوں کے لئے یقیناً اس قدر بچ رہنا چاہیئے کہ وہ اپنی واجبی ضروریات کی تکمیل کر سکیں۔ جس میں پیٹ بھر کر کھانا، صحت کے لئے صاف پانی، تن ڈھانکنے کے لئے لباس اور رہائش کے لئے مناسب جگہ شامل ہے۔ لیکن اگر آج دنیا میں توازن اس قدر بگڑ گیا ہے کہ عیش پرستوں کے مقابلہ میں غرباء کے لئے واجبی ضروریات کا انتظام بھی نہیں ہے تو یہ ہماری بدانتظامی اور غیر منصفانہ تقسیم کے نتیجہ میں ہے۔

اِس بدقسمتی کے پردوں کے نیچے بہت سے عوامل ذمہ دار ہیں۔

(۱) ۔ لالچ اور خود غرضی جس کی وجہ سے حکومتی ٹیکس صحیح رنگ میں خدا خوفی کے ساتھ ادا نہیں کیا جا رہا۔ آج مجبور ہو کر حکومت نے طبقۂ اُمراء پر جو ٹیکس لگائے ہیں اس کی مکمل شکل آج سے چودہ سو سال قبل اسلام میں زکوٰۃ کے نام سے جاری و ساری ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ شکل مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مذہبی عقیدہ ہونے کے باعث دِل کی خوشی کے ساتھ مربُوط ہے۔ جس کے باعث زکوٰۃ وصول کرنے والے کی نسبت زکوٰۃ ادا کرنے والے کو زیادہ فکر ہوتی ہے — بہر حال آج جو بھی شکل سرکاری طور پر رائج ہے اُسے بھی صحیح ڈھنگ سے نافذ العمل کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) ۔ ترقی پذیر ممالک میں ہر ملک کو ایک دوسرے سے شدید قسم کے خطرات لاحق ہیں۔ اور اسی خطرے کے باعث باوجود غریب ہونے کے یہ ممالک اپنے غریب عوام کو نظر انداز کر کے کثیر اخراجات دفاع پر کر رہے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ تمام ترقی پذیر ممالک کے سیاستدان سر جوڑ کر بیٹھیں اور ان مسائل کا حل نکالیں۔ تاکہ یہ کثیر رقم کسی مفید کام میں خرچ ہو اور دفاع پر خرچ صرف برائے نام حد تک رہ جائے۔

(۳) — پڑوسی ممالک سے خطرات کے ساتھ ساتھ آجکل ایک ملک کے لوگوں کو خود اپنے ہی ملک کے عوام سے خطرات لاحق ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہمارے اندرونی خطرات دن بدن اپنے دائرے کو وسیع تر کرتے چلے جا رہے ہیں۔ صورتِ حال اس قدر ابتر ہو گئی ہے کہ ہماری قومی جائیدادوں، پلوں، ریلوے اسٹیشنوں، سرکاری دفاتر اور سیاسی لیڈروں کو خود اپنے ہی عوام سے خطرات لاحق ہیں۔ اور ہم ان چیزوں کی حفاظت پر سال بھر میں اتنی رقم خرچ کر دیتے ہیں جن سے ایسی ہی کئی اور چیزیں تیار ہو سکتی ہیں۔ ہمارے سیاستدانوں اور مفکرین کو گہری نظر سے اِس بدقسمتی کا جائزہ لینا چاہیئے۔ جہاں توازن بگڑا ہو، جس خطے میں انصاف کا فقدان ہو، وہاں بجائے فوری طور پر مقابلہ آرائی پر اُترنے کے اس جگہ کے لوگوں کے مسائل کو حل کر کے انصاف کا ثبوت دینا چاہیئے۔ بصورتِ دیگر مسائل کے حل کے نام پر تشدد کی ایسی آندھی چلتی ہے جو انقلاب اور تحریک جیسے ناموں سے نکل کر پیشہ ور مجرموں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ پھر جسے روکنا نہ تو تحریک کے علمبرداروں کے بس میں ہوتا ہے اور نہ ہی حکومت اس بارہ میں کچھ کر سکتی ہے۔ پھر امن و امان کے فقدان اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی شکل میں نقصان سراسر غریب عوام کا ہوتا ہے۔

(۴) — منجملہ اور بہت سی وجوہات کے جن سے اقتصادی توازن بگڑ رہا ہے۔ اور غریب عوام نہ صرف کچلے جا رہے ہیں بلکہ پیسے جا رہے ہیں، سرکاری اور کاروباری طبقہ کی بددیانتی ہے۔ رشوت، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری آج ایک عام بات ہو گئی ہے۔ رسُولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام لوگوں پر لعنت بھیجی ہے۔

ایسے موقع پر مذہبی لیڈروں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں ایسے لوگوں کو مذہبی اور انسانی اخلاق سے روشناس کرائیں۔ لیکن بدقسمتی سے آج مذہبی راہنما بھی سیاسی لیڈران کے ساتھ مل کر منفی نظریہ اور سوچ اپنا چکے ہیں۔ اپنے فریضۂ منصبی کو چھوڑ کر تنگ نظری اور تعصب کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ انسان کو ہندو، سکھ اور مسلم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مندروں اور مسجدوں کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں — خُدا جانے ہم انسان کو صرف اور صرف انسان ہونے کی حیثیت سے کب دیکھنا شروع کریں گے۔ اور کب تمام انسانوں کو ان کی بنیادی ضروریات پُورے طور پر مل سکیں گی۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی ہندوستان آمد کے موقع پر اہلِ ہند کو ان الفاظ میں پیغام دیا تھا:—

"اِنسانیت مذہب کا پہلا قدم ہے۔ اگر انسانیت نصیب ہو گئی ہوئے تو پھر خدا کی طرف چلنے کے لئے باقی راہیں آسان ہو جایا کرتی ہیں۔ اور جو خدا کی راہوں پر چلتے ہیں"

(باقی دیکھیے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ہر داعی الی اللہ کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کا باقاعدہ منصوبہ بنانا چاہئے

وہ جو بیرونی کمزوریاں ہیں اور جن کا معاشرہ سے تعلق ہے اور اندرونی حالت جو گھر میں ظاہر ہوتی ہے

آپ اپنے اعلیٰ اخلاق کی روشنی سے دنیا کو منور کریں اور یہ روشنی آپ کو تقویٰ سے نصیب ہوگی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ تبلیغ (فروری) ۱۹۹۲ء ۱۳۷۱ ہش بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ:۔ محترم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل بصیرت افروز خطبہ جمعہ اخبار بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ الانفال کی درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

(سورۃ الانفال: آیات ۳۰ اور ۳۱)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:۔

گذشتہ خطبہ میں مَیں نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اور جب چاہے جس چیز کا فیصلہ فرمائے جس انداز میں چاہے اُسے عدم سے وجود میں لا سکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ منصوبہ بناتا ہے اور ہر کام جس کا فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ بناتا ہے تو اس منصوبے کے تحت وہ کام جاری ہو جاتے ہیں تو مومن کا کام ہے جو خدا کا سچا بندہ ہے کہ اللہ ہی کے رنگ اختیار کرے اور جس طرح خدا تعالیٰ ایک فیصلے کے بعد منصوبے بناتا ہے مومن بھی اپنے کاموں میں منصوبہ بنائے

مومنوں کے منصوبے

سے متعلق گفتگو چل رہی ہے اس سلسلہ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کافر بھی منصوبہ بناتا ہے۔ پس مومن کے لئے یہ کسی صورت ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ منصوبے کے بغیر اپنی زندگی کو کسی رنگ میں بہتر رنگ میں ڈھال سکے۔ ایک طرف اپنے آقا و مالک کا مزاج ہے جو منصوبے بناتا ہے۔ اگر اس سے محبت ہے اور اس سے پیار ہے، اگر اُسے عقل کُل سمجھتا ہے تو لازماً اس کی پیروی کرنی ہوگی اور اگر نہ کرے تو دشمن کے ہاتھوں مارا جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ دشمن بھی منصوبے بنا رہا ہے یہ دو آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے ان میں انہی منصوبوں کا ذکر ہے اور ان منصوبوں کے ذکر سے پہلے ہی ان کا علاج بھی بیان فرما دیا گیا ہے۔ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا۔ وہ تمہیں کھلی کھلی واضح فتح عطا فرمائے گا۔ فرقان ایسی دلیل کو بھی کہتے ہیں اور ایسی قوت کو بھی کہتے ہیں جو کھرے کھوٹے میں تمیز کر دے۔ جو حق کو باطل کے مقابل پر کھول کر رکھ دے۔ اور اس میں غلبے کا مفہوم بھی ہے کیونکہ سب سے بڑی دلیل جو عوام الناس سمجھتے ہیں وہ غلبے کی دلیل ہے۔ پس یوم الفرقان قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ یہ جنگ بدر کا وہ دن تھا جبکہ دشمن نے پہچان لیا کہ اب یہ جیتتے ہوئے لوگ ہیں اب ان سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اس دن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں کی فضیلت کھلے کھلے نشان کے طور پر روشن ہوگئی۔

پس فرمایا کہ تمہارے لئے ایک ہی طریق ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ وہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا۔ اور فرقان کے ساتھ وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ، تمہاری برائیاں دور فرمائے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور تم سے جو پہلے گناہ سرزد ہو گئے ان سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ فرمایا ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ دشمن تمہارے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو واحد کے صیغہ میں مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بھی یہ دشمن تیرے خلاف منصوبے بناتے ہیں جن کا تین نکاتی پروگرام ہے لِيُثْبِتُوكَ ایک یہ کہ تیرے قدم اکھاڑ دیں جس پیغام کو لے کر تو چلا ہے اور جس عزم کے ساتھ اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا اقدام کر رہا ہے اس عزم میں یا تمہارا یقین ہٹا دیں یا اُس عزم کی پیروی میں تمہارے قدم نہ ٹھہر سکیں یا تم اپنے پیغام کا حق ادا کرنے کے اہل نہ رہو۔ أَوْ يَقْتُلُوكَ یا تجھے قتل کر دیں۔ یہ پہلے منصوبے کی ناکامی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر تیرے ثبات قدم کو وہ نقصان نہ پہنچا سکیں تیرے قدم نہ لڑکھڑائیں۔ تو پورے عزم اور قوت کے ساتھ پوری شان کے ساتھ، پورے صبر کے ساتھ، پورے حوصلے اور توکل کے ساتھ اپنے مقصد کی پیروی میں ثابت قدم رہے تو پھر ان کے لئے کوئی چارہ نہیں رہے گا سوائے اس کے کہ تیرے قتل کا منصوبہ بنائیں اور اگر قتل میں ناکام ہوں تو يُخْرِجُوكَ کم سے کم اتنا تو ضرور کریں کہ تجھے ملک بدر کر دیں۔

یہ ایک طبعی ترتیب ہے جس کا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔ بالکل اسی طرح دشمن الٰہی جماعتوں کا مقابلہ کیا کرتا ہے اور اسی طرح آغاز ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا وسط آتا ہے۔ اسی طرح اس کا انجام ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر پیغام کو دلائل کے ذریعہ اور منطقی طاقتوں کے ذریعہ ناکام کیا جا سکے تو کوئی نہیں جو بے وجہ تلوار کو ہاتھ میں اٹھائے۔ اس لئے تلوار ہاتھ میں لینے کا خیال آتا ہی اس وقت ہے جبکہ دشمن دلائل کی دنیا میں کلیۃً نامراد ہو چکا ہوتا ہے۔ پس جب وہ نامراد ہوگا تو کیا کرے گا۔ جب ایمان سے تمہیں متزلزل نہ کر سکے اور اپنے منصوبوں میں تم ثابت قدم رہو تو پھر تلوار اٹھتی ہے اس کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں اور اگر تلوار ناکام نظر آئے اور ایسے حالات نہ پیدا ہوں کہ ان کے دشمن کو تلوار کے ذریعہ نیست و نابود کیا جا سکے تو پھر ملک بدر کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں کہ یہ فتنہ ملک سے باہر ہی نکل جائے اور ہمیں اس سے ہمارا پیچھا چھوٹے اور تو کوئی راہ نہیں ہے۔

فرمایا یہ تین منصوبے ہیں جو وہ تیرے خلاف بنا رہے ہیں وَيَمْكُرُونَ اور یہ جو تاکیداً بتاتے ہیں کہ وہ مسلسل دن رات مکر کرنے میں مصروف ہیں۔

ناکام منصوبے بنانے میں دن رات لگے ہوئے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہم بھی بناتے ہیں کہ اللہ بھی ان منصوبوں کا توڑ کرتا چلا جا رہا ہے ... معلوم ہوتا ہے کہ وہ منصوبے جو دشمن بناتا ہے ... اگر مومن کو اطلاع نہ بھی ہو تو خدا تعالیٰ ان منصوبوں کا توڑ کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے مومن کے منصوبے بناتے وقت یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی کامیابی کا انحصار دشمن کے منصوبوں پر اطلاع کے نتیجہ میں وہ منصوبے بنا رہا ہوتا ہے۔ اس سے مثبت پہلو میں منصوبے بنانے ہی بنانے ہیں۔ مومن اللہ کی پیروی کرتا ہے لیکن دشمن بھی مسلسل منصوبے بناتے میں مصروف ہے۔ اگر ان منصوبوں پر مومن کو اطلاع ہو جائے تو اس کا بھی فرض ہے کہ جیسے اللہ جوابی کارروائی کرتا ہے مومن بھی جوابی منصوبہ بنائے لیکن اگر اطلاع نہ ہو تو اسے کامل یقین رکھنا چاہیئے کہ اس کا خدا ہر وقت اس کا نگران ہے اور دشمن کے ہر شر پر اطلاع رکھتا ہے اور اس کے شر کو توڑنے کے لئے اس کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے خدا تعالیٰ بھی جوابی منصوبے بنا رہا ہے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ خیر الماکرین کا مطلب ہے کہ دشمن تو ناپاک اور گندے منصوبے بناتا ہے لیکن اللہ اچھے اور پاک منصوبے بناتا ہے۔

اچھے اور گندے میں فرق ایک تو مقصود کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ ایک لائحہ عمل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بعض دفعہ یہ کہتا ہے کہ میں نے نیک مقصود سامنے رکھا ہوا ہے۔ اس لئے جھوٹ کے ذریعہ نیک مقصد حاصل کروں۔ شر کے ذریعہ نیک مقصد حاصل کروں۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ اور جماعت کے اکثر معاندین کا یہی حال ہے۔ وہ سمجھتے ہیں جماعت کے خلاف جھوٹ بھی جائز، گند بھی جائز، ہر قسم کی لغو حرکت جائز کیونکہ ہمارا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ جس کو ہم شر سمجھتے ہیں جس کو ہم جھوٹ سمجھتے ہیں اُسے مٹا دیں۔ پس اس کو مٹانے کے لئے ہم ہر قسم کے گندے حربے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا ایسا نہیں کیا کرتا اللہ کا جوابی مکر جھوٹ اور گند اور بہتان اور ہر قسم کے ظلم اور سفاکی کے مقابل پر ایک صاف ستھرا پروگرام ہوتا ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو کسی غلط کام میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اس کا منصوبہ ہمیشہ صاف رہے گا۔ پس

جماعت احمدیہ کی تاریخ

بھی اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی جماعت کو دشمن کے منصوبوں کی اطلاع ہوئی ہے جھوٹ کے مقابل پر کبھی جھوٹ نہیں بولا گیا۔ شر اور فتنہ پھیلانے کے مقابل پر کبھی شر اور فتنہ نہیں پھیلایا گیا۔ بعض دفعہ یہ بھی بہتان لگاتے ہیں کہ احمدیوں نے شیعہ سنی فساد برپا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بھٹو صاحب اپنے آخری دورِ حکومت میں اپنی جان اسی طرح بچایا کرتے تھے کہ ہر فساد کی ذمہ داری احمدیوں پر ڈال لینے کے لئے وہ انٹیلیجنس کے ذریعہ پہلے ہی یہ خبریں پھیلا دیا کرتے تھے، اخباروں میں اشتہار دے دیا کرتے تھے کہ احمدی فلاں شرارت کرنے لگے ہیں اس سے بچ جاؤ۔ حالانکہ احمدیت کے مزاج میں ہی وہ بات نہیں چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ جب احمدیوں کے خلاف کوئی الزام لگایا گیا یعنی اسی قسم کا گندا قتل کا الزام، شر پھیلانے کا الزام تو بڑے چوٹی کے تجربہ کار پولیس افسروں نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ہم احمدیت کا مزاج جانتے ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کی سو سالہ تاریخ سامنے کھڑی ہے۔ یہ اگر منصوبہ بنائیں گے تو خیر الماکرین والا منصوبہ ہوگا۔ شر الماکرین والا نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ مومن کو بھی جب جوابی منصوبہ بنانا ہو تو خیر الماکرین ہونا پڑے گا۔

خیر کا دوسرا مطلب بہتر کا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اس منصوبے میں غالب آنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ دشمن کے ہر منصوبے کو یہ بہتر منصوبہ ناکام کر دیتا ہے۔ پس صلاحیتوں کے لحاظ سے بہتر کے معنی میں خیر الماکرین ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ابتداء ہی میں مومن کو جو نصیحت فرمائی ہے وہ دراصل دشمن کے سارے منصوبوں کا توڑ ہے اور خدا تعالیٰ کا مومن کے لئے منصوبے بنانا اس مرکزی نقطہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا بیان اس سے پہلے ہو گیا ہے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو تمہارے سارے کام ٹھیک ہو جائیں گے اور وہ تقویٰ ہے۔ اس ساری آیت میں ایک ہی چابی رکھی گئی ہے۔ باقی سب اس چابی کے ذریعہ کھلتے ہوئے تالوں کے مناظر

دکھائے گئے ہیں لیکن خدا کے منصوبے بنانے کا تعلق بھی مومن کے تقویٰ سے ہے۔ جس مومن میں تقویٰ نہ ہو اس کے لئے خدا منصوبے نہیں بنایا کرتا۔ اس کے حق میں کوئی بھی وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ اُسے کوئی فرقان عطا نہیں کی جاتی۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنے لئے انفرادی طور پر منصوبہ بنائیں تو اس میں دعا کے بعد سب سے اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ اپنے تقویٰ کا منصوبہ بنائیں اور تقویٰ کا منصوبہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو علم ہو کہ آپ کی کیا کمی ہے اور وہ کمی بعض دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے جو آپ کے بس میں ہے کہ اسے دور کر دیں اور بعض دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے کہ اسے دور کر دیں اور بعض دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے کہ آپ اپنی برائیوں کے ہاتھوں مغلوب ہو چکے ہوتے ہیں اور کوئی پیش نہیں جاتی۔ ان دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ نے آپ کو متقی ہی قرار دیا ہے۔ یہ بہت ہی توجہ کے لائق نکتہ ہے کہ یہاں متقی کی یہ تعریف بیان نہیں فرمائی کہ متقی وہ ہے جو نیت دل میں بھی کامل ہو اور عمل میں بھی کامل ہو اس میں نقائص نہ ہوں میں صرف ان کی مدد کروں گا۔ اگر یہ ہوتا تو دعوت الی اللہ کرنے کے لئے ہمارے ہاتھ کچھ بھی باقی نہ رہتا کیونکہ تقویٰ کی مصیبت یہ ہے کہ جتنا تقویٰ بڑھتا ہے اتنا ہی انسان اپنے آپ کو گنہگار سمجھنے لگ جاتا ہے اور بسا اوقات درست ہوتا ہے کیونکہ اس کا نیکی کا معیار بڑھتا رہتا ہے جس چیز کو وہ نیکی سمجھتا ہے وہ ایک مقام پر نہیں رہتی بلکہ اس کا معیار بلند ہوتا رہتا ہے اسی کا نام عرفان ہے تو تقویٰ اس کے نقائص کھول کھول کر اس کے سامنے لاتا ہے اور جب نقائص سامنے لاتا ہے تو وہ کہتا ہے میں متقی نہیں ہوں۔ جب متقی نہیں سمجھتا تو وہ کہے گا مجھے فرقان عطا نہیں ہوگی۔ مجھ سے خدا یہ سلوک نہیں فرمائے گا وہ سلوک نہیں فرمائے گا میرے لئے منصوبے نہیں بنائے گا تو پہلا قدم اٹھانے سے پہلے ہی اس کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہاں دیکھیں خدا نے کیا عجیب تعریف فرمائی ہے۔ یہ دراصل وہی تعریف ہے جو قرآن کریم میں سورۃ بقرہ کے آغاز میں ہی بیان کی گئی۔ فرمایا ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ وہ متقی سے مراد اعلیٰ درجے کے تربیت یافتہ لوگ نہیں ہیں کیونکہ وہ تو پہلے ہی ہدایت پا چکے ہوتے ہیں۔ وہاں تقویٰ کی وہ تعریف ہے جو اس آیت میں پیش نظر ہے کہ انسان سچائی کے ساتھ، خالص نیت کے ساتھ پاک ہونے کا ارادہ کر لے۔ یہ فیصلہ کر لے کہ اس راہ پر چلنے کے لئے مجھے اس راہ کے اسلوب بھی سیکھنے ہوں گے اور میں اپنی موجودہ کمزوریوں کے ساتھ اس رستے پر چلتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔ یہ ارادہ کر کے جب وہ یہ فیصلہ کرے کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اپنے نقائص کو دور کروں اور اپنی خوبیوں میں اضافہ کروں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے متقی قرار دے دیا ہے۔ تیرا یہ ارادہ ہی مجھے منظور اور مقبول ہے۔ اگر یہ خالص ہے اور اگر یہ سچائی کے ساتھ کیا ہوا ارادہ ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھے ضرور فرقان عطا کرے گا کیونکہ میری خاطر اس رستے پر چلنے کے لئے تو نے یہ پروگرام بنایا ہے۔ فرقان کا ... یہ بات کھول رہا ہے اور اس میں آنے والی آیت یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر کر دیتی ہے کہ یہاں وہ متقی مراد ہے جو دعوت الی اللہ کا ارادہ کر کے گھر سے نکلتا ہے یا دعوت الی اللہ کا ارادہ کر کے گھر بیٹھے بیٹھے ... سوچوں میں غلطاں ہے اور پریشان ہے کہ اے خدا میں تو کمزور ہوں ... جو تقویٰ کے تقاضے ہیں میں تو اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ باہر نکل کر تیری طرف دنیا کو بلاؤں، کیونکہ جو تیری طرف بلانے والا ہو اس کے اندر تیرے جیسے اخلاق چاہیئیں۔ دنیا دیکھے تو سمجھے کہ کسی کی طرف سے آیا ہے۔

یہ وہ شکوک اور شبہات ہیں جن کے رد کے طور پر آیت کا بقیہ حصہ ہے اور بقیہ حصہ بتا رہا ہے کہ یہ وہم جو تیرے پیدا ہو گئے ہیں تو سب سے پہلے سب سے بڑی خوشخبری رکھ دی۔ ہم تجھے فرقان کی بشارت دیتے ہیں۔ تیرے اور غیر میں تفریق کی جائے گی۔ یہاں لفظ فرقان دوہرے معنی رکھتا ہے اس پر آپ غور کریں تو انسان قرآن کی فصاحت و بلاغت پر وجد میں آ جاتا ہے۔ دعوت الی اللہ کرنے والے میں اور جس کو دعوت الی اللہ کی جاتی ہے اس میں ایک فرق تو ہونا چاہیئے۔ اگر فرق نہ ہو تو بلانے والا کس طرف بلاتا ہے۔ اگر وہ اعلیٰ اخلاق کا مالک نہیں۔ اگر وہ اعلیٰ خوبیوں کا حامل نہیں۔ اگر وہ خدا کی صفات اپنے اندر نہیں رکھتا اور اس میں اور غیر میں تفریق ہی کوئی نہیں ہے تو اندھا اندھے کو بصارت کی بشارت دے رہا ہے۔ کوئی بلانے والا اگر خود بھوکا ہو تو خوراک کی طرف کیسے بلا سکتا ہے تو یہ مضمون ہے کہ پھر کچھ نہ کچھ تمہارے

اندر ہونا چاہیئے اور خدا فرماتا ہے ہم تمہیں فرقان عطا کریں گے اور فرقان عطا کرنے کی تشریح یہ ہے کہ وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری برائیاں دور فرما دے گا۔ جب برائیاں دور فرما دے گا تو تم میں اور تمہارے غیروں میں تمیز ہو جائیگی بہت نمایاں فرق نظر آئے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور تمہارے گناہوں سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔

بخشش سے مراد اخروی بخشش ہی نہیں وہ تو ہے ہی لیکن اس دنیا میں جب بخشش ہوتی ہے تو انسان اپنے اعمال کے بد نتائج سے بچایا جاتا ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ جو بداعمالیاں تم سے سرزد ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بد نتائج سے تمہیں محفوظ رکھے گا۔ سو مرتبہ وہ تمہاری پردہ پوشیاں فرمائے گا۔ بے شمار مرتبہ تم پریشان ہو گے کہ اب میں ان برائیوں کا برا نتیجہ دیکھنے والا ہوں اور دشمن بھی دیکھے گا اور کیا کہے گا کہ کون تھا کس کی طرف بلاتا تھا اور کیسی حرکتیں کرتا رہا تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری مدد کو آؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیری نیت متقی بننے کی ہے پس یہاں متقی سے مراد وہ پاک نیت انسان ہے جو نیک بننے کا فیصلہ کرے اور خدا کی خاطر ایسا کرے اور تبلیغ کی خاطر ایسا کرے کیونکہ اگلی آیت کھلم کھلا بتا رہی ہے کہ یہ تبلیغ کا مضمون ہے اور دعوت الی اللہ والے کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں ہے کوئی عام ذکر نہیں۔ فرمایا پھر ہم تمہیں فرقان کے دوسرے معنوں میں بھی فرقان دیں گے یعنی تمہیں دشمن پر ایک ایسا غلبہ عطا کر دیں گے کہ تمہارا مقصود تمہیں حاصل ہو جائیگا اس کے لئے فرمایا کہ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کہ اللہ کے پاس بے شمار بہت بڑے فضل ہیں۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کہ اللہ بہت بڑے بڑے فضلوں والا ہے۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تو چونکہ متقیوں کا سردار ہے اس لئے دیکھ ہم تیرے سے یہ سلوک کر رہے ہیں۔ تو سویا ہوا ہوتا ہے تو دشمن کی شرارتوں سے دن کو بھی اور رات کو بھی غافل بیٹھا ہوا ہوتا ہے تو تیرے لیے خدا جاگتا ہے اور تیرے لئے دشمن کے ہر منصوبے کو ناکام کرنے کے لئے ایک متبادل کا منصوبہ بنا رہا ہوتا ہے۔ پس

تقویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف بڑھنے کا نام ہے

کیونکہ آپ ہی نے ہمیں زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل کے ذریعہ تقویٰ کے مضمون سکھائے ہیں پس ان معنوں میں فرمایا کہ تمہیں دشمن سے ڈرنے کی ضرورت نہیں مگر یہ متنبہ بھی فرما دیا کہ جب تم متقی بنو گے، جب خدا تمہاری کمزوریاں دور فرمائے گا، تمہیں فرقان عطا کرے گا۔ تو پھر یاد رکھنا کہ بڑی مصیبتیں پڑیں گی تمہارے قتل کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ سب سے پہلے تو تمہیں گالیاں دے کر یا مغلظات بک کر اور ہر قسم کے بہتان تم پر لگا کر تمہیں ڈرا دھمکا کر اپنے مقصد سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور یہ تاثر پیدا کر کے کہ اس مقصد کی پیروی میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ متنزل کرنے کی کوشش کی جائے گی تم کہو گے کہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ کیا ضرورت تھی اس مشکل میں پڑنے کی۔ آرام سے گھر بیٹھو اور دشمن بھی یہی کہے گا کہ تم نے خود اپنے اوپر مصیبتیں ڈالی ہوئی ہیں آرام سے گھر کیوں نہیں بیٹھتے اور یہی وہ پروپیگنڈا ہے جو حکومت پاکستان نے ۱۹۷۴ء کے بعد اور پھر ۱۹۸۴ء کے بعد بڑے زور سے ساری دنیا میں کیا۔ جب بھی احمدی اپنے دردناک حالات بیان کرتے رہے۔ تو بسا اوقات عدالتوں نے حق کے ان کے کیس پیش تھے انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ ہمیں حکومت پاکستان کی طرف سے یا ان کے فلاں فلاں نمائندے کی طرف سے یا ایمبیسڈر کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ تم خود شرارت پیدا کرتے ہو، تمہیں کیا ضرورت ہے کہ باہر نکل کر لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ۔ جب تم تبلیغ کرو گے تو پھر جوتیاں کھاؤ گے۔ بار بار یہ بات نیک کام کی طرف بلانا جرم نہیں ہے اور ان لوگوں کے اپنے قانون کے مطابق جرم نہیں ہے جو یہ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ تو احمدیوں کو اپنے مقصد میں ناکام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو یہ ہے تمہیں اپنے ملک میں جگہ نہیں ملی ہم بھی اپنے ملک میں جگہ نہیں دینا چاہتے۔ اور اس وجہ سے یہ دلیل بناتے ہیں کہ تم آرام سے گھر بیٹھے رہو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ ظلم تب ہوگا اگر تم گھر بیٹھے رہو کسی کو کچھ نہ کہو کسی کو اپنی طرف بلاؤ نہیں اور پھر لوگ تمہیں گھر دبا کر ماریں پھر تمہارا حق ہے ہمارے ہاں آ جاؤ لیکن دعوت دیتے ہوئے مار کھاؤ گے تو پھر یہ تمہارا قصور ہے۔ یہ دلیل واقعۃً بہت سی عدالتوں میں پیش کی گئی اور پھر جماعت

کی طرف سے اس کا معقول مؤثر رد بھی پیش کیا جاتا رہا لیکن بعض بعض نے تب تسلیم کیا تو مومن تو بغیر دعوت کے رہ نہیں سکتا اور دنیا کے کسی مہذب معاشرے میں دعوت الی الخیر دینا یا آپ خیر کو جو آپ خیر سمجھتے ہیں دیں تو ایسی دعوت دینا جس میں ایک شخص زبانی بغیر کسی زبردستی کے بغیر کسی لالچ کے کسی کو اپنا ہم خیال ہونے کی طرف بلاتا ہو یہ جرم نہیں ہے اور اس دعوت کے نتیجہ میں کسی کو مار کٹائی کا کوئی حق نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے متنبہ کر دیا کہ تم سے فرقان کا وعدہ تو ہے لیکن فرقان کے اور آج کے درمیان کافی منازل ہیں۔ وہ چھوٹا سا ذرہ، ریزہ جو سیپی کے منہ میں جاتا ہے ایک دن ہی میں تو موتی نہیں بن جایا کرتا۔ سب سے پہلے خوشخبری رکھ کر حوصلہ بڑھا دیا ہے کہ تمہیں فرقان تو ملنی ہی ملنی ہے لیکن ملنے سے پہلے کچھ مشکلات آئیں گی۔ کچھ مراحل ایسے بھی آئیں گے جن میں بہت خوف ہیں ہم تمہیں پہلے سے متنبہ کرتے ہیں اور یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ان خوفوں کو دور کیا جائیگا اور خدا تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ پس ہر تبلیغ کرنے والے کو یہ وارننگ ہے، یہ تنبیہ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی ہمدردی کے ساتھ، نیک نیت کے ساتھ، نیک طریق پر پیار اور محبت کے طریق پر ملائمت کے ساتھ تبلیغ کرے گا چونکہ اس کی تبلیغ میں غالب آنے کی طاقت موجود ہے اس لئے لازماً اس کی مخالفت غلط طریق اختیار کرے گی اور دلائل میں ناکامی کی وجہ سے دشمن دوسرے طریق اختیار کریگا تو داعی الی اللہ کے لئے جو عام تنبیہ فرما دی گئی اس کا علاج بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تقویٰ کے طور پر آپ کے سامنے رکھا اور تقویٰ کی آسان تعریف کر کے اس کو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ خالص نیت اور خلوص کے ساتھ تم فیصلہ کر لو۔ اب جو احمدی منصوبہ بنانے والا ہے خواہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا ہے اُسے اب تقویٰ کے موضوع کو اپنے سامنے رکھ کر بیٹھنا ہوگا۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ روزمرہ کی زندگی میں اس میں کیا کیا بداخلاقیاں پائی جاتی ہیں۔ کیا کیا ایسی کمزوریاں ہیں جن کے ذریعے جس کو آپ دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ وہ قریب آنے کی بجائے آپ سے دور ہٹ سکتا ہے۔ اگر وہ بیرونی زندگی کی کمزوریاں ہیں تو وہ نکتہ یہ نکتہ نکھر کر ان کے متعلق توجہ کرنا تقویٰ ہے۔ اگر ان کمزوریوں سے آپ آنکھیں بند رکھیں اور تسلیم نہ کریں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ تقویٰ کا لفظی ترجمہ "بچنا" ہے تو جسکو گڑھوں کا پتہ ہی نہیں وہ بچے گا کیسے؟ پس تقویٰ کی ابتدائی تعریف کی رو سے آپ کو سروے کرنا ہوگا۔ ایک جائزہ لینا ہوگا کہ کہاں کہاں میرے گڑھے ہیں کہاں کہاں میں ٹھوکر کھا سکتا ہوں۔ کون کونسی مجھ میں کمزوریاں ہیں جن کے رستے دشمن مجھ پر حملہ آور ہوگا اس لئے اپنی کمزوریوں کا باقاعدہ چارٹ بنانا ہوگا۔ کھلا کھلا نہ لکھیں لیکن اپنے علم میں ضرور لے کر آئیں ذہن میں ان چیزوں کو حاضر کر لیں اور ان کو دور کرنے کے منصوبے کا نام تقویٰ ہے۔ وہ ہوگا خدا کی مدد سے اور خدا کے فضل سے لیکن آپ کے ذہن میں وہ باتیں حاضر ہوں گی پھر اگلا قدم اٹھے گا ورنہ اس ابتدائی تعریف میں آپ متقی نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ سچے دل سے خلوص نیت کے ساتھ نیکی کی کوشش کرنا تقویٰ ہے لیکن نیکی کیا ہے اس کا آغاز ہے بدیوں سے بچنا، اور بدیوں سے بچنے کے لئے بدیوں کا علم ہونا ضروری ہے۔

پس قرآن کریم کے ایک ایک لفظ میں اگر آپ اتر کر دیکھیں تو اور بہت سی نئی راہیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ آپ کے سامنے کئی ایسے ایوان کھلتے ہیں جن میں آپ نے پہلی دفعہ جھانک کر دیکھا ہوتا ہے پس

ہر داعی الی اللہ کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کا باقاعدہ منصوبہ بنانا چاہیئے

اور انکو لکھنا چاہیئے۔ وہ بیرونی کمزوریاں ہیں اور جن کا معاشرے سے تعلق ہے اور جو اندرونی کمزوریاں ہیں وہ بھی بہت اہمیت رکھتی ہیں بیرونی کمزوریاں کا تعلق زیادہ تر آپ کی ذات سے ہے۔ آپ جب کسی کو دعوت دیتے ہیں اور آپ لین دین میں بدنام ہیں تو نا کو دعوت دینے پھر ان لوگوں کو پتہ ہے کہ یہ لین دین کا کچا آدمی ہے باتیں بناتا ہے۔ اگر مبالغے کی عادت ہے، جھوٹ بول دیتے ہیں تو آپ کی بات کا اعتبار اٹھ جائے گا اس میں وزن نہیں رہے گا آپ بے شک بڑے پر زبانی استعمال کریں جھوٹے کی بات کا وزن ہی کوئی نہیں ہوتا اثر دیکھ لیں گے کہ ایک آدمی خوب باتیں کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے ساری مجلس کو مسحور کر لیا لیکن جب وہ مجلس چھوڑ کر جاتا ہے تو سارے ہنس پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بڑا ہی گپی ہے۔ گپیں جھاڑتا ہے اور وہ سمجھتا ہے لوگ مسحور ہو گئے ہیں لیکن لوگ، دل میں مرچ رہے ہوتے ہیں کہ جانے دو تو ہم بتائیں کہ یہ ہے کیا؟ اور سچا آدمی چھوٹی سی بات کرتا ہے۔ بظاہر لگتا ہے رد بھی کر دیتے ہیں۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اس نے بات کی ہے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بعض مخالفت کرتے ہیں لیکن سچی بات دل میں ڈوبنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس وقت نہیں تو کچھ دیر کے بعد

نہیں تو پھر اور دیر سے کے بعد سچی بات اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔ یاد رکھنا نیکی کوشش کرتی ہے اس میں طاقت ہے۔ پس بیرونی تعلقات میں اس قسم کی کمزوریاں دور کرنا فہرست کے اول پر آئیگا۔ جن کے نتیجہ میں آپ بدنام ہوں اور آپ کی نیک بات کا اثر نہ پڑے اور اس کا زیادہ تر آپ کی ذات سے تعلق ہے۔ پھر جب بدنامی والی باتوں سے نیچے اُتر کر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بدنامی والی باتیں جڑیں رکھتی ہیں اور وہ جڑیں آپ کے دل اور مزاج اور دماغ میں گہری پیوستہ ہیں۔ ایک پھل آپ نے کاٹ لیا تو دوسرا پھل بھی اس جڑ سے پیدا ہوگا اور وہ بدنیتوں کی جڑ ہے وہ خود غرضیوں کی جڑ ہے وہ ایسی کجیاں ہیں جو فطرت کے اندر گہری پیوستہ ہیں اور جب تک ان کجیوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ کر باہر نکال کر نہ پھینکا جائے ایک شاخ کو کاٹیں گے تو دوسری شاخ پھر نکل آئیگی ایک تنا گرے گا تو دوسرا تنا اپنی جڑوں سے باہر آجائے گا اور پھر انسان کو نہیں سمجھ آتی کہ اپنی فطرت کا گہرا اندرونی جائزہ لینا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ میں دعوت الی اللہ میں کمزوری کیوں دکھاتا تھا۔ کیا تو کل کی کمی ہے یا طبیعت میں شوخی اور چنچلا پن ہے۔ سچ جھوٹ کا فرق معلوم نہیں اور بدی کا اور جہنم پیسے کا بھی اتنا ہی مزا آتا ہے جتنا حلال پیسے کا تو یہ بیماری جو ہے یہ زیادہ گہری ہے اور یہ صرف لین دین سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اور بہت سے اس کے اثرات ہیں جو سارے انسانی اخلاق کے دائرے پر پھیلے ہوتے ہیں اس طرح منصوبہ بنائیں گے تو پھر منصوبہ در منصوبہ بنانا شروع ہو جائے گا۔

یہ تو بیرونی حالت سے تعلق رکھنے والا منصوبہ ہے۔ ایک اندرونی حالت ہے جو گھر میں ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کا اپنے بچوں سے سلوک ہے آپ کا اپنی بیوی سے سلوک ہے آپ کا اپنی والدہ سے اپنی بہنوں سے سلوک ہے۔ اپنی بیوی کی والدہ اس کی بہنوں سے اس کے باپ سے اس کے رشتہ داروں سے سلوک ہے ایک اور دنیا آپ کے گھر سے نکل آتی جو گھر کی دنیا ہے لیکن بہت اہمیت رکھتی ہے اور اس کا تعلق نہ صرف آپ کی موجودہ زندگی سے ہے بلکہ آپ کی اولاد کی قیامت تک کی آئندہ زندگی سے ہے۔ آپ باہر بدنام ہوں گے تو غیر آپ کی بات کو توجہ سے نہیں سنے گا یا وزن نہیں دیگا لیکن گھر میں اگر آپ بگڑے تو آپ کی نسلیں بگڑ جائیں گی۔ بجائے اس کے کہ آپ دعوت الی اللہ کے ذریعہ دوسروں کو باہر سے اسلام کے اندر داخل کرنے والے بنیں یا خدا کی راہ میں ان کے قدم کھینچیں ان کو دھکا دے کر پیچھے ہٹانے والے بن جائیں گے۔ ان کو ہی نہیں اپنی اولاد کو بھی۔ وہ تو آپ کے نہیں بن سکے لیکن آپ کی اولاد جو آپ کی کہلاتی تھی وہ بھی آپ کی نہیں رہے گی۔ بسا اوقات بداخلاق خاوندوں کی بیویاں ایمان کھو بیٹھی ہیں اور ان کی اولادیں ان کو اس طرح دیکھتی ہے کہ ذلیل لوگ ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نیکیاں باہر کی دنیا کے لئے ہیں، دکھاوے کے طور پر ہیں حقیقت میں اس شخص کے اندر کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ میں نے ایسی اولادوں کو بارہا اتنا برباد ہوتے دیکھا ہے کہ دل اس بدی کے بدنتائج پر نظر ڈال کر لرزتا ہے۔

گھر میں اپنے اخلاق کو لازماً اچھا بنانا ہوگا

ورنہ دعوت الی اللہ کے مثبت نتیجہ کی بجائے منفی نتائج نکل رہے ہوں گے اور جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ بھی کھو رہے ہوں گے لیکن اس طرف جماعت نے ابھی پوری توجہ نہیں دی سنجیدگی سے توجہ نہیں دی اور وہ سمجھتے ہی نہیں کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔ ساری جماعت مراد نہیں، بلکہ جماعت میں ایک طبقہ ہے جو اللہ کے فضل سے زرخیز زمین کی طرح* بلکہ جس کے خواص کو ابھارتے ہیں اور اپنے سینہ میں اس کو سمو دیتے ہیں، وہ نشوونما پاتا ہے اور اس سے آگے پھر نیکیاں بڑھتی ہیں۔ نیکیوں کے نئے نئے پھل لگتے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات بعض لوگ خوشی سے دعائیں لینے کی خاطر لکھتے ہیں کہ ہم نے گھر میں یہ بدسلوکی کی تھی یا کیا کرتے تھے اور آپ کا فلاں خطبہ پہنچا تو اس کے بعد ہم نے سوچا اور خدا کے فضل سے توفیق مل گئی کہ اب ہم اس بدخلقی سے تائب ہو چکے ہیں۔ گھر صاف ہو گیا ہے اور نتیجۃً کہتے ہیں کہ اب گھر کا مزا آیا ہے۔ اتنی خوشی ہوئی ہے اور ہمارے گھر میں ایسے اچھے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں کہ دیکھنے والے بھی رشک کریں تو جماعت کو جب میں کہتا ہوں کہ ابھی توجہ نہیں دی تو مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ ساری جماعت ہی گندی ہے۔ چند ایسے ہیں اور میرے خیال میں گھر کے معاملے میں چند سے بھی زائد ایسے ہیں جو اپنے گھر میں کم سے کم بنیادی اخلاق کا مظاہرہ بھی نہیں کرتے۔ میں نے بیویوں کی بات کی ہے۔ خاوندوں سے بیویوں کے تعلقات بعض دفعہ خاوندوں کی وجہ سے بگڑتے ہیں بعض دفعہ خاوندوں کے بیویوں کی وجہ سے بگڑتے ہیں۔ دونوں طرف احتمالات ہیں اور امکان موجود ہے لیکن زیادہ تر مرد کا قصور ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اپنی بیوی اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے اہل خانہ کے لئے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم میں سب سے اچھا ہوں۔ بعض دفعہ لوگوں کو جب نصیحت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورۃ النساء: آیت ۳۵) ہم نے ان عورتوں کو سیدھا رکھنا ہے خواہ ڈنڈے کے ساتھ سیدھا رکھنا پڑے، بدتمیزی کے ساتھ سیدھا رکھنا پڑے، گالی گلوچ دے کر سیدھا رکھنا پڑے یہ ہمارا کام ہے۔ اس لئے عورت ذات کو ٹھیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تحکم ہو، رعب ہو اور اس کی مجال نہ ہو کہ خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی بات کر سکے۔ یہ اس آیت پر تہمت ہے اور ایسی تہمت ہے جس نے سارے اسلام کو دنیا میں بدنام کر رکھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس غلط تشریح کا کوئی رستہ ہی باقی نہیں چھوڑا۔ فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سب سے زیادہ قوام تھے اور آپ نے قوام ہوتے ہوئے کبھی بھی بدخلقی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کبھی بھی بدخلقی کا لباس نہیں اوڑھا تو وہ کیسے بدقسمت اور بدنصیب قوام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی قوامی سے سبق لینے کی بجائے ایسے غلط معنی کرتے ہیں جن کا اس آیت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اسوہ پر غور کریں کہ کس طرح وہ تحمل کے ساتھ اور حوصلے کے ساتھ اپنی بیگمات کی بعض دفعہ سخت باتیں بھی سن لیا کرتے تھے۔ تکلیف دہ باتوں پر بھی اپنے آپ کو دکھی محسوس کرتے تھے مگر کبھی ایک دفعہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے گھر میں بدکلامی نہیں کی۔ ایک دفعہ بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ پس قوام کے کیا معنی ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سیکھیں۔ پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ آپ کی بدتمیزیاں قابل مؤاخذہ ہیں اور خدا کے نزدیک یہ یقیناً پکڑی جائیں گی۔ چنانچہ اس کا ایک بدپھل، کڑوا پھل تو یہ ملتا ہے کہ اولاد برباد ہو جاتی ہے۔ اچھے دعوت دینے والے نکلے کہ نئی زمینیں فتح کرنے کی بجائے جو زمین حاصل تھی وہی ہاتھ سے جاتی رہی۔ جس جگہ سے غیر قوموں کو فتح کرنے نکلے تھے وہ قوم ہی اپنی نہ رہی۔ اپنی سرزمین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

پس دعوت الی اللہ کے وقت ایسی بدنصیبی نہیں ہونی چاہیئے۔ پس منصوبے میں یہ بات شامل کریں۔ خاص طور پر میں ان احمدی بدنصیب مردوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ نمازوں میں تو بڑے پکے ہوتے ہیں۔ جماعتی کاموں میں بھی آگے ہوتے ہیں لیکن گھروں میں ظلم کرتے ہیں وہ اپنی ساری نیکیوں کو اپنے ہاتھ سے مٹا رہے ہوتے ہیں کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہتا۔ بعض دفعہ عورتوں کے بڑے دردناک خط ملتے ہیں اور ان کی ظلموں کی وہ داستانیں اگر سچی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کہتے تو یہ ہیں کہ یہ نمازی بھی ہے جماعت کا عہدیدار بھی ہے لیکن گھر آتا ہے تو بدتمیزیاں کرتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالیاں دیتا ہے۔ میرے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔ میرے گھر والوں کو دیتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے کوئی رشتے دار ہمارے گھر آجائے اور میں اس کو چائے پلا رہی ہوں تو اس کا منہ بگڑ جاتا ہے۔ کہتا ہے تم نے میرا مال کیوں اس کو کھلا دیا ایسا بدنصیب اور بدخلق انسان دعوت الی اللہ کے لائق کیسے ہو سکتا ہے اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ صرف یہی نقصان نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ایسا ہے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ایسے شخص سے ضرور مؤاخذہ کریگا۔ کسی کی بچی تمہارے گھر آئی تو اس کے ساتھ تم اس قسم کی بدتمیزیاں کرو اور اس کی زندگی اجیرن کر دو لیکن وہ بے بس ہو اور تمہارے مقابل پر بے اختیار ہو، ذرا احتجاج کرے تو تم اس کو بدنی سزائیں دو اور کہو کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ بدنی سزا دو۔ یعنی قرآن کریم پر بھی حملہ حدیث پر بھی حملہ۔ کلام اللہ پر بھی اور سنت پر بھی حملہ اور ان سب کو تحریف کرکے اپنی زبان اور اپنے عمل کی تحریف کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر کے تم ساری دنیا پر ظلم کر رہے ہوتے ہو اور اسلام کی ایک ایسی تصویر پیش کرتے ہو جسے کوئی مہذب دنیا میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر دعوت الی اللہ کو بھی نکلتے ہو اپنے نام بھی لکھوا دیتے ہو اس لئے اگر اور کچھ نہیں تو مظلوم کی بددعا سے ہی ڈرو وہ عورت جو نہتی اور بے بس ہے اس کو اپنے گھر ڈال کر اس پر زیادتیاں یا اس کے رشتہ داروں پر زیادتیاں، ایسی کمینی حرکتیں کہ اگر اس کا کوئی عزیز چائے پی لے تو تم بپھر جاؤ کہ میرے پیسے کو تم اپنے عزیزوں پر تقسیم کر رہی ہو حالانکہ قرآن کریم نے ذی القربیٰ کا جو حکم دیا ہے کہ خبردار ہم تمہیں نیکی کی نصیحت کرتے ہیں خیرات کی نصیحت کرتے ہیں لیکن ذی القربیٰ کو نہیں بھولنا تو ذی القربیٰ میں بیوی اور اس کے بھائی، اس کے ماں باپ، اس کے غریب رشتے دار سب شامل ہوتے

* [illegible]

ہیں اور تمہارا اخلاقی فرض ہے کہ ان کا خیال کرو۔ ان سے حسن سلوک کرو۔ عورتیں کا سلوک کرو اور رحمی رشتوں کو توڑو نہیں۔ پس یہاں جب آپ بداخلاقی کرتے ہیں تو اس کا ایک اور بد نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ایسے گھر میں آپ کسی کو دعوت پر بلا نہیں سکتے اور جب آپ منصوبے بنائیں گے تو اس منصوبے میں یہ بات بھی داخل ہونی چاہیئے کہ ہیں اپنے دوستوں کو کبھی کبھی اپنے گھر دعوت پر بلاؤں بیوی اپنی سہیلیوں کو اپنے گھر دعوت پر بلائے بچے اپنے دوستوں کو اپنے گھر دعوت پر بلائیں اور گھر میں بلا کر دکھائیں کہ گھر کیسا ہوتا ہے۔ آپس کے تعلقات انکو دکھائیں ایک پیار اور محبت کی جنت کو دکھائیں تا انہیں معلوم ہو کہ اسلامی گھر میں تو آئندہ کی جنت کا وعدہ نہیں بلکہ اس دنیا کی جنت کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے بغیر مغربی دنیا میں تو دعوت الی اللہ بہت مشکل ہے۔ آپ کے بہت سے ایسے ملنے جلنے والے ہو سکتے ہیں جنہوں نے اسلام کے متعلق غلط تصور باندھے ہوئے ہیں اور وہی وہ باتیں ہیں جو میں بیان کر رہا ہوں کہ کسی جہالت کے دور میں قرآن کے معنی بگاڑ دیئے گئے۔ سنت کے معنے بھی بگاڑ دیئے گئے اور بد بخت جاہلوں نے اپنی بداخلاقیوں کو نعوذ باللہ قرآنی تعلیم کی طرف اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی طرف منسوب کر کے سنت اور صحیح کہہ کر اپنی بدبختیوں کو چھپانے کے لئے اسلام کا حوالہ دے کر دنیا کے سامنے کہا کہ ہم ایسی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہمیں تو خدا نے یہ اجازت دی ہے کہ اس قسم کی بدتمیزیاں کرتے پھریں تو دیکھئے اسلام کی کیا تصویر دنیا کے سامنے بنے گی۔ یہ وہ مشقت دعوت الی اللہ کرنے والے ہیں جو منہ سے تو یہی کہیں گے کہ آؤ ہم تمہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں لیکن ان کی ساری زندگیاں اور پوری نسلیں تاریخ میں گواہ ہیں کہ انہوں نے دنیا کو اسلام سے بدکا دیا ہے، متنفر کر دیا ہے۔ پیچھے پھینک دیا ہے۔ پس آپ نے اپنا ہی حساب نہیں دینا۔ ان گذرے ہوئے بد بخت زمانوں کا بھی حساب دینا ہے جبکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت اور خدا کے کلام سے بدسلوکیاں کی گئیں، جب کہ اسلامی معاشرے کو ایسا بدزینت، بدزیب بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس کے نتیجہ میں تبلیغ ممکن نہیں رہی۔

پس آج اگر احمدی نے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنایا اور اپنے گھر میں ان اسلامی اخلاق کو جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت سے روشن ہوئے ہیں جن کے بعد کسی ابہام کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ کوئی بڑے سے بڑا اور شقی سے شقی مولوی بھی جو قرآن کے غلط معنے کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت سے ایک بھی واقعہ ایسا نہیں دکھا سکتا جس میں آپ نے اپنے گھر والوں پر زیادتیاں کی ہوں اور پھر اس کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر مارنے میں جلدی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مارنے کا مطلب یہ ہے کہ بس ڈنڈا اٹھاؤ اور بیوی کو سیدھا کر دو۔ پس

اخلاقِ حسنہ کیساتھ گھر کی اصلاح کرنا یہ قوّام کے معنی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہی قوامی دکھائی تھی جس کے اعجاز سے آپ کی بیگمات امہات المومنین سب دنیا کے لئے نمونہ بن گئی تھیں۔ پس اپنے بیرونی اخلاق کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔ اپنے اندرونی اخلاق کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔ یہ دعوت الی اللہ کے پروگرام کا ایک لازمی حصہ ہے کوئی معمولی حصہ نہیں اور آپ اپنے منصوبہ میں اس کو ضرور داخل کریں۔ بہتر قوام ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے بچوں کے اخلاق کے متعلق بھی منصوبہ بنانا ہوگا اور اپنے خاندان کی اصلاح کرنے کے لئے بھی اُسے کچھ منصوبہ بنانا ہوگا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے بعض عورتیں مجھے خط لکھ دیتی ہیں اور پھر میں کوشش کرتا ہوں۔ نظارتیں حرکت میں آتی ہیں۔ ذیلی تنظیمیں حرکت میں آتی ہیں۔ دور دراز تک بعض دفعہ ان کے درد کی آواز کا رد عمل پیدا ہوتا ہے اور خدا کا فضل ہے۔ یہ جماعت احمدیہ پر اللہ کا احسان ہے ورنہ دنیا کی کسی اور جماعت میں یہ ممکن نہیں کہ اس طرح کسی دور دراز کے ملک میں کوئی مظلوم عورت آواز اٹھائے اور خلیفہ وقت کے سینے سے ٹکرا کر وہ آواز نظام جماعت کو پہنچے اور اس کو بیدار کرے اور پھر دور دراز کا سفر کر کے افریقہ کے جنگلوں میں یا فجی میں یا کسی اور ملک میں ایک احمدی گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور گھر کے مالک کو بتاتا ہے کہ میں نے تم سے یہ توقع بات کرنی ہے اور وہ کہتا ہے کہ تمہارے متعلق خلیفہ وقت کا یہ تاثر ہے اپنی اصلاح کرو اور پھر وہ اصلاح کرتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد دونوں کی طرف سے دعاؤں کے خط ملتے ہیں کہ الحمد للہ ہم نے اطاعت کا ایسا شیریں پھل پایا ہے کہ آپ کی طرف سے اگر پیغام نہ ملتا تو شاید ہم یہ برائی کبھی محسوس بھی نہ کرتے لیکن اللہ نے فضل فرمایا اور اب ہم ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ احمدی بچیوں کی کمزوریاں، بعض دفعہ بیویوں کی کمزوریاں گھر والوں کی طرف سے ہی بلیں اطلاع بھجوائی جاتی ہیں اور خدا کے فضل

سے یہ نظام حرکت میں آتا ہے تو انکا آپ کی پوری طرح مدد کرنے پر مستعد کھڑا رہتا ہے اور دعائیں بھی کرتے ہیں لیکن دعوت الی اللہ کرنے والے کو لازماً اپنی اصلاح کا، اپنے گھر کی اصلاح کا ایک منصوبہ بنانا ہوگا۔ یہ اس کے تقویٰ کی تعریف ہے جو قرآن کریم نے بیان فرما دی کہ نیک بنو اور بدیوں سے بچنے کی کوشش شروع کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا۔ تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک عظیم تفریق کر دی جائیگی۔ جس طرح رات اور دن میں اشتباہ نہیں رہتا۔ دن رات سے جدا ہے اور ہمیشہ جدا رہے گا اور رات دن سے جدا ہے۔ اور جن میں ذرا بھی دیکھنے کی طاقت ہو وہ دن اور رات میں شبہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرقان نصیب ہوگا۔ تمہارے اخلاق حسنہ تمہاری شخصیت کو ایسا صیقل کر دیں گے، ایسی روشنی عطا کر دیں گے کہ تمہارے مقابل پر دوسرے اندھیرے دکھائی دیں گے اور لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے کیونکہ تم روشنی کے نمائندہ بن چکے ہوں گے۔ روشنی خواہ چھوٹی سی بھی ہو وہ ضرور کھینچتی ہے۔ آپ اندھیری رات میں چمکتے ہوئے ایک جگنو کو دیکھتے ہیں اور آپ کا دل خوش ہوتا ہے اور بچے لپکتے ہیں کہ کسی طرح ہمارے ہاتھ میں آ جائے۔ ہم اسے اپنے کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے کر جائیں دوسروں کو بھی دکھائیں۔ پس روشنی میں ایک طبعی جذبہ ہے اور جتنا اندھیرا زیادہ ہو اتنا ہی روشنی زیادہ کشش رکھتی ہے۔ پس آج دنیا اندھیری ہے۔ دنیا پر ایک تاریک رات چھائی ہوئی ہے۔ آپ روشنی کا انتظام کریں۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی روشنی کا انتظام کریں اور یہ روشنی آپ کو تقویٰ سے نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کے لئے کھڑا ہے۔ میں نے جب کہا کہ نظام جماعت آپکی مدد کے لئے کھڑا ہے تو یہ بھی خدا کی مدد کا ایک اظہار ہے ورنہ کسی اور کا نظام جماعت کیوں آپکی مدد کیلئے کھڑا ہوتا یا کمزوروں کی خدمت کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔ وہ جو اللہ کے نمائندے ہیں انہی کو توفیق ملتی ہے۔ پس اللہ کئی طریق پر آپکی مدد فرمائیگا۔ جب نظام کی طرف سے آپکو آواز جاتی ہے تو وہ خدا کی آواز ہی ہوتی ہے اور اس پر اگر آپ لبیک نہیں کہیں گے تو اسکا مطلب ہے آپ تقویٰ سے عاری ہیں۔ پس تقویٰ کا ایک یہ معنی بھی ہے کہ اگر خود توفیق نہیں تھی تو جب باہر سے تقویٰ کی آواز آئی تو کم سے کم اس آواز پر ہی لبیک کہنے کی کوشش کریں۔ پس اس طرح جماعت احمدیہ میں متقی لوگ پیدا ہوں گے اور جتنے متقی لوگ پیدا ہوں گے اتنے ہی دعوت الی اللہ کو زیادہ پھل لگیں گے۔ پس اب آخر پر میں یہ گزارش کروں گا کہ اپنے گھروں میں اب یہ بات رائج کر دیں اگر آپ اکیلے داعی الی اللہ ہیں تو اپنا منصوبہ بنائیں اور گھر میں بچوں کو بھی آمادہ کریں۔ بیوی کو بھی اس سکیم میں شامل ہونے کیلئے آمادہ کریں اور پھر جب بچے منصوبے بنائیں تو آپ ان سے منصوبہ لیکر ان کے ساتھ بیٹھا کریں اور ان کو بتائیں کہ اس منصوبہ میں یہ کمزوری ہے آگے وہ منصوبہ انہیں کیسے بنانا ہے اس کا میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں ذکر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس وقت دنیا کو دعوت الی اللہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ایسے عالمی حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ لوگ دعوت الی اللہ قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت زیادہ توجہ ہے۔ میں نے جیسا کہ ایک واقعہ پہلے بھی بتایا تھا قادیان کے سفر پر مجھے یہ تجربہ ہوا ہے کہ جن کے متعلق ہم یہ سمجھتے تھے کہ ان کے دل میں اسلام کیلئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے قادیان جانے کے نتیجہ میں پتہ لگا کہ سب کے دلوں میں دروازے کھلے ہوئے ہیں کوئی پیغام پہنچ ہی نہیں رہا اور دل پیاسے ہیں۔ نتیجۃً دور دراز سے سکھوں کے بھی ہندوؤں کے بھی حیرت انگیز خط آتے ہیں۔ وہ یہاں، وسیم احمد صاحب کو قادیان خط لکھتے ہیں۔ کئی لوگوں نے ٹیلی ویژن پر تقریریں سنی ہیں کئی نے قادیان کے حالات خود دیکھے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ لکھتے ہیں کہ ہم نہیں جا سکے مگر قادیان والے کچھ ہمارے واقف ہیں۔ وہ آکر ہمیں باتیں بتاتے ہیں اور بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم دکاندار ہیں ہمارے پاس زائرین دکاندار آتے ہیں اور وہ آکر یہ باتیں کرتے ہیں۔ ایک میڈیکل سٹور والے کا خط تھا کہ میں دوائیاں بیچتا ہوں اور قادیان سے کئی دفعہ مریض آتے ہیں اور آتے ہی وہ قادیان کی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہتے ہیں کہ قادیان والے تو ہم نے اب دیکھے ہیں کہ کیا چیز ہیں اور اگر امن ہے تو جماعت احمدیہ سے ہوگا اور کسی ذریعہ سے نہیں ہوگا۔ تو دل تو تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ میں روشنی ہو تو وہ روشنی دلوں میں جا بسے گی۔ ہاں وہ نور پیدا کریں جس کے بغیر اندھیرے دور نہیں ہوا کرتے۔ چھوٹا سہی جگنو ہی کا نور سہی مگر جگنو کی طرف بھی لوگ لپکتے ہیں اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ آپ سے بھی اسی طرح دنیا پیار کرے گی اور آپ کے نور سے اپنے سینوں کو روشن کرے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

اولین دورۂ ہندوستان اور قادیان میں صد سالہ جلسہ کا بابرکت انعقاد

تائیداتِ الٰہیہ اور چند ایمان افروز نظارے

از :- مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہمارے پیارے اور محبوب امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان ہندوستان تشریف لانے کی شدید خواہش تھی جس کا آپ نے ۱۹۸۹ء میں اور دسمبر ۱۹۹۰ء میں بطور خاص ذکر فرمایا تھا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مدظلہا اور اپنے افراد خاندان کے ہمراہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہندوستان میں ورود فرما ہوئے۔ اور دہلی اور قادیان میں مجموعی طور پر ایک ماہ قیام فرمانے کے بعد ۱۶؍جنوری ۱۹۹۲ء کو واپس انگلستان تشریف لے گئے۔

اس تاریخی سفر کی مصروفیات اور صد سالہ جلسہ سالانہ کے پروگرام کی تفاصیل قارئین سب ابھی گزشتہ رپورٹوں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ میرا مقصد اس نوٹ سے یہ ہے کہ حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس تاریخی اور تاریخ ساز مبارک سفر کی چند خصوصیات اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے چند ایمان افروز جھلکیاں پیش کروں۔

اس تاریخی سفر کی اہمیت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی تیاری کے انتظامات

یوں تو خدا کے خلیفہ کا کسی ملک میں بھی دورہ کرنا بڑی اہمیت اور بہت سی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کا ہندوستان میں ورود فرما ہونا دیگر ممالک کے دوروں سے بالکل مختلف اور منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں قادیان دار الامان وہ پاک بستی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے دائمی مرکز کے طور پر چن لیا ہے۔ اور اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو اس مقام پاک سے مبعوث فرمایا۔ اور تقسیم ملک کے وقت خلافت احمدیہ کی انسٹی ٹیوشن کی ہجرت کے بعد دوبارہ عارضی اور مستقل۔ ایک مرتبہ اور بار بار واپسی کے سلسلے میں کئی طرح کی بشارتیں دے رکھی ہیں۔ جن کا تذکرہ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے خطاب میں خوب کھول کر فرما دیا ہے۔ ان بشارتوں کی روشنی میں خلیفۂ وقت کی ہندوستان میں تشریف آوری جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات میں سے ایک عظیم نشان رحمت ہے۔ اور بہت سی برکات اپنے اندر رکھتی ہے جن میں سے بعض تو موقع پر ہی ظاہر ہوئیں اور ہمارا یقین ہے کہ بہت سی برکات ان شاء اللہ العزیز ہر گاہ ہے گاہے آئندہ بھی ظاہر ہوتی رہیں گی۔

اس مبارک سفر کے لئے جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو ۱۹۸۹ء ہی سے خصوصی دعاؤں کی توفیق ملتی رہی اور قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے کئی رنگ میں اس الٰہی سفر کے بارہ میں بشارتیں دے رکھی تھیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان تشریف آوری کے بعد جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لاہور کے ایک مخلص احمدی دوست کو ۱۹۸۸ء ہی میں رؤیا کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا کہ یہ تاریخی سفر ۱۹۹۱ء میں ہوگا۔ اور یہ پیغام بھی دیا گیا کہ ”ظاہر کی مدد کرنی چاہیئے“۔ اگرچہ یہ الٰہی پیغام قبل از وقت ظاہری طور پر تو نشر نہیں کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے دنیا کی تمام جماعتوں میں ایسے انصار کھڑے کر دیئے جو مختلف جہات سے جماعت کے صد سالہ تاریخی جلسہ سالانہ اور خلیفۂ وقت کی اس میں بابرکت شمولیت کے لئے اندر ہی اندر تیاری کرتے رہے۔ ان تیاریوں میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان اور انگلستان کی جماعتوں کو نمایاں خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کا مختصر تذکرہ سیدنا حضور انور نے قادیان سے واپسی کے معاً بعد خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍فروری ۱۹۹۲ء میں فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ”ظاہر کی مدد کرنے والے“ مخلصین اس قدر کثیر تعداد میں مہیا ہو گئے کہ انفرادی طور پر نام لے کر کسی مضمون میں ان کا ذکر کرنا ممکن ہی نہیں رہا۔ بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ٹیکنیکل صلاحیتیں رکھنے والے ہیں یا انتظامی صلاحیت رکھنے والے ہیں۔ واقفین زندگی ہیں یا عارضی واقفین اور رضاکار ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں خدمات کا موقع اور سعادت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مبارک سفر کے مبارک و مقدس قافلہ کی تعداد کی بھی قبل از وقت خبر دیدی تھی اور بتا دیا تھا کہ ۱۲ یا ۱۴ افراد کا قافلہ ہوگا۔ چنانچہ خود حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کا سفر جماعت کی نمائندگی میں تھا اور باقی ۱۲ افراد خاندان اپنے طور پر تشریف لائے تھے۔ اس طرح ۱۲ یا ۱۴ کی تعداد پہلے سے کر

کی الٰہی بشارت کے مطابق تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

صد سالہ جلسہ سالانہ پر قادیان کا نظارہ

آج سے سو سال قبل باذن الٰہی امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تو ۱۸۹۱ء کے اوّلین جلسہ سالانہ میں صرف ۷۵ مہمانوں نے شرکت فرمائی تھی لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری عطا فرما دی تھی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی مرکز سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت موجودگی میں دسمبر ۱۹۹۱ء میں صد سالہ جلسہ سالانہ منعقد ہوا تو دنیا بھر کے 52 ممالک سے 22 ہزار کے لگ بھگ پروانے جمع تھے۔ اور جیسا کہ حضور انور نے اپنے اختتامی خطاب میں بیان فرمایا یہ سن کر حیرانگی ہوتی کہ اس دور افتادہ گاؤں میں منعقدہ جلسہ سالانہ میں شرکت اور ربانی باتوں کو سننے اور اپنے پیارے امام کی ملاقات کے شوق میں ہندوستان کے کونے کونے سے اور پاکستان۔ بنگلہ دیش۔ یورپ و امریکہ۔ افریقہ۔ کینیڈا۔ مشرق بعید اور جرمنی وغیرہ ممالک سے سفر کرنے والے زائرین نے اخراجات سفر وغیرہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق دس کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کی ہے۔ ان مہمانوں کی رہائش کے لئے ۲ کروڑ سے زائد رقم خرچ کرکے ۷ بڑے گیسٹ ہاؤسز اور ۳۲ کوارٹرز پر مشتمل بیوت الحمد کالونی تعمیر کروائی گئی اس کے باوجود یہ حالت تھی کہ قادیان کے احمدیوں کے مکانوں کے بھی تمام حصے پُر ہو جانے کے بعد صحنوں کی بھی قسمت جاگ اٹھی حتیٰ کہ قادیان والوں نے تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ یہ نظارہ دیکھا کہ شدید سردی میں بھی مہمانوں نے کھلے میدانوں میں نصب کردہ خیموں اور پرالی (گھاس) کی جھونپڑیوں میں بسیرا کیا۔ اور ہر چند کہ انہیں قیام و طعام کی تکلیف رہی لیکن ایک حرف شکایت تک زبان پر نہ لایا۔ انہیں اگر تکلیف محسوس ہو رہی تھی تو صرف ایک بات کی کہ اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں انہیں جگہ نہیں مل رہی تھی۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں اور ملحقہ احاطے پُر ہو جانے کے بعد گیٹ مسجد

مبارک کے ساتھ ملحقہ گلی کی [illegible] بچھا کر نمازیں ادا کی گئیں۔ لیکن اس طرح بھی چار ہزار سے زائد آدمیوں کی پیاس بھی نہ بجھ سکی اور مستورات کے لئے مسجد مبارک بمع اس کی چھت کے اور بیت الفکر دالان حضرت اماں جانؓ کمرے وغیرہ بھی ناکافی ہو گئے اور بالآخر منارۃ المسیح پر لگے سپیکر سے بھی نماز کی آواز کو دور دور تک پہنچانے کا انتظام کر کے یہ اعلان کیا گیا کہ احباب و مستورات جہاں تک آواز پہنچ رہی ہے اپنی اپنی جگہوں پر حضور کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہوا کے رخ کے ساتھ ساتھ آواز کا رخ بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس انتظام سے بھی خاطر خواہ استفادہ نہ ہو سکا۔ پھر بیت الدعا اور بیت الفکر وغیرہ میں دعا اور نوافل ادا کرنے کے خواہش مند احباب و مستورات کی لمبی قطاریں۔ یہ سب ایسے امور تھے جن کا پہلی مرتبہ ہمیں تجربہ ہوا۔

بات دراصل یہ ہے کہ دنیا کے کسی اور ملک میں جلسہ سالانہ یا کسی اور اجتماع کی تقریب ہو قادیان دارالامان کی حیثیت ان سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ قادیان میں ایسے شعائر اللہ ایسے مقدس مقامات ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے نشانات ظاہر ہوئے۔ جہاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلیل القدر روحانی فرزند مسیح موعود و مہدی معہود پیدا ہوا۔ پلا بڑھا۔ ان فضاؤں میں جس نے سانسیں لیں۔ یہاں آپ نے غلبہ اسلام اور نوع انسان کے لئے دعائیں کیں۔ ریاضتیں کیں ان مقامات پر خدا آپ سے ہمکلام ہوا۔ معجزات کا ظہور ہوا۔ حقائق و معارف کے سوتے یہاں سے پھوٹے اور پھر اسی پاک مقام میں آپؑ کی آخری آرام گاہ ہے تو یہ وہ عظیم الشان مقدس مکانات ہیں کہ ہر احمدی چاہتا ہے کہ ان میں داخل ہو۔ دعائیں کرے۔ برکتیں حاصل کرے۔ اور ان گھڑیوں کو اپنا سرمایہ حیات بنائے۔ لیکن جلسہ سالانہ کے اجتماع میں جس کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچنے والی ہے مستقبل میں یہ تکالیف کس حد تک دور ہو سکتی ہیں اور کس حد تک جلسہ سالانہ کے ایام میں ان شعائر اللہ سے استفادہ [illegible] ممکن ہوگا یہ کہنا قبل از وقت ہوگا

لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ مساجد میں جو نمازیں ادا کی جاتی ہیں ان میں تو سب حاضرین کے لئے یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کر سکیں۔ لیکن دیگر نمازیں جو مساجد میں ادا کی جاتی ہیں ان میں تمام حاضرین کا بشمول مسجد اقصیٰ میں جمع ہو کر نمازیں ادا کرنا اس کی مزید توسیع کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے جہاں جس قیام گاہ میں قیام پذیر ہوتے ہیں اس میں یا اس کے قریب جہاں نماز باجماعت کا انتظام ہو نمازوں کی ادائیگی کی کوشش ہونی چاہیئے تاکہ بروقت نماز باجماعت ادا ہو سکے اور مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ کے احاطے میں بلا وجہ [illegible] نہ ہو۔

[illegible] باران رحمت

پورا ماہ نومبر اور دسمبر کا وسط بھی گزر گیا لیکن موسم سرما کی بارش نہیں ہوئی۔ موسم کی خشکی اور گرد و غبار سے گلے کی تکالیف وغیرہ شروع ہو گئیں۔ بڑی خواہش تھی کہ بارش ہو کر موسم صاف ہو جائے اور فکر یہ تھی کہ کہیں جلسہ کے دنوں میں بارش نہ ہو جائے۔ انسان بے سروسامان ہو یا سازوسامان والا جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن بے سروسامانی کی حالت تو متفکر کی سی ہو جاتی ہے۔ پہلے ہی مکان تھوڑے۔ کھلے میدانوں میں خیموں کا انتظام۔ کھلے آسمان کے نیچے جلسہ گاہ۔ اگر ان حالات میں بارش ہو جائے تو کیا بنے گا۔ موسم کی باگیں تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور مومن ہر حال میں اس کی رضا پر راضی رہتا ہے جس رنگ میں بھی اس کی تقدیر ظاہر ہو اس پر صابر و شاکر رہتا ہے۔ ہاں دعا کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر تکلیف مالایطاق سے محفوظ رکھے۔ ۲۲-۲۳؍دسمبر سے موسم نے پلٹا کھایا اور بوندا باندی شروع ہو گئی۔ ۲۴؍دسمبر کو تو اچھی خاصی بارش ہوتی رہی۔ لیکن اس بارش میں بھی سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنے کے لئے تمام مقامات کا دورہ فرمایا۔ رضاکاروں سے ملاقات فرمائی اور ان کے حوصلے بڑھائے۔ پھر اسی روز شام کو مسجد اقصیٰ میں خطاب فرما کر دعا کرائی اور باوجود مصروفیت کے سب کارکنوں کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کے انتظامات کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بہت بہت فضل فرمایا کہ ۲۵؍دسمبر سے دھلا دھلایا نکھرا ہوا موسم نکل آیا اور صاف مطلع میں جلسے کے پروگرام انجام پائے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔

حضور انور کی صحت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت ہندوستان میں تشریف آوری کے ساتھ ہی گلے کی تکلیف سے متاثر رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے ایام میں اس طرح یہ تکلیف رفع ہو گئی جیسے تھی ہی نہیں۔ اور تینوں دن حضور نے صاف آواز میں لمبے خطابات فرمائے۔ لیکن جلسہ کے دو دن بعد پھر یہ تکلیف پوری شدت کے ساتھ عود کر آئی اور ہر چند کہ تکلیف آپ کے چہرہ اور آواز سے عیاں تھی لیکن اس دوران بھی نمازیں پڑھانے اور مسلسل ملاقاتوں کا پروگرام جاری رہا۔

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍جنوری ۱۹۹۲ء میں اس موقت شفاء کاملہ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ایک اعجازی نشان بیان فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات بھی اعجازی نشان تھے

جلسہ کے انتظامات۔ کیا مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظام کے لحاظ سے کیا روشنی اور پانی کے انتظام کے لحاظ سے کیا جلسہ کے تقریری پروگراموں لاؤڈ سپیکر، ترجمانی، آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ اور جنریٹرز کے انتظامات کے لحاظ سے یہ سب کے سب انتظام ایسے تھے جن کا اس قدر وسیع تجربہ ہمیں نہیں تھا بلکہ بعض انتظامات تو ہمارے لئے بالکل نئے تھے۔ ان کاموں کے لئے کس قدر سامان کی ضرورت ہے اور کس قدر تیاری کی ضرورت ہے اس کا ہمیں صحیح اندازہ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ کہ راہنمائی کر دی گئی اور پوری سے بہت رہنمائی فرمائی [illegible] گئی تھی۔ لیکن سب اندازے ٹوٹ گئے۔ [illegible] ہزار مہمانوں کی آمد کے اندازے سے تیاری کی گئی تھی۔ مگر جب وقت آیا تو معلوم ہوا کہ سب اندازے ٹوٹ چکے ہیں۔ اور سب تیاریاں ادھوری ثابت ہوئیں۔ اگرچہ فوری انتظامات میں دقت تو پیش آئی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہری مدد کرنے والے ایسے رضاکار مہیا ہو گئے جنہوں نے سب کام سنبھال لئے۔ روٹی پکانے والی خودکار مشینیں بھی چلتی رہیں اور تنور بھی جلتے رہے۔ چنانچہ اس مرتبہ تین بڑے لنگر خانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ دور دور تک پھیلی ہوئی قیام گاہوں میں کھانا پہنچانا۔ وقت پر کھلانا۔ ان قیام گاہوں میں پانی کا انتظام کرنا۔ روشنی کا انتظام کرنا۔ صفائی کا انتظام کرنا۔ یہ سب ایسے پھیلے ہوئے کام تھے کہ قادیان یا صرف ہندوستان کی جماعتوں سے نہ سنبھالے جا سکتے تھے نہ ہی تجربہ تھا۔ لیکن الحمد للہ کہ ہندوستان کی جماعتوں کے رضاکاروں کے علاوہ پاکستان۔ یو کے اور جرمنی وغیرہ کے رضاکاروں کے تعاون سے یہ سب انتظام خوش اسلوبی سے انجام پا گئے۔

رہائش کے لئے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ۲۲۔ کوارٹرز اور ۲ گیسٹ ہاؤسز مہمانوں کی رہائش کے لئے استعمال کئے گئے اس کے علاوہ سکول اور کالج کی عمارتیں جو غیر مسلموں کے استعمال میں ہیں مہمانوں کے لئے فراہم ہو گئی تھیں نیز کئی غیر مسلم سکھ دوستوں نے بڑی خندہ پیشانی اور اشتیاق سے مہمانوں کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا نہ صرف ٹھہرایا بلکہ خوب خدمت اور تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس حسن سلوک کی احسن جزا [illegible] فرمائے۔

مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ بالکل ساتھ ساتھ تیار کی گئی تھیں۔ اور اپنی طرف سے لاؤڈ سپیکر کا انتظام مکمل سمجھ لیا گیا تھا۔ لیکن جب لاؤڈ سپیکر کے انتظام کے ماہرین نے آکر جائزہ لیا تو بتایا کہ اس انتظام کے تحت ممکن ہی نہیں کہ مستورات میں حضور کے خطاب کو مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا جا سکے۔ اس لئے زنانہ جلسہ گاہ کی جگہ تبدیل کرنا ناگزیر ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ تو ممکن نہیں البتہ آپ کوئی ٹیکنیکل تبدیلی کرنا چاہیں تو کر لیں۔ چنانچہ لاؤڈ سپیکر کا دوہرا انتظام کر کے اس دقت کو دور کیا گیا۔

حضور کے خطابات کا مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ SIMOLTENIOUS. TRANSLATION کرنے کا یہاں پہلی مرتبہ انتظام کیا گیا تھا۔ اور وہ بھی محدود اور سستے سامان کے ذریعہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے مخلص اور ماہر رضا کار مہیا ہو گئے کہ جن کے تعاون سے احمدیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس قدر زیادہ زبانوں میں اس قدر زیادہ تعداد میں لوگوں نے اس انتظام سے فائدہ اٹھایا چنانچہ ۸ زبانوں (عربی۔ انگریزی۔ انڈونیشین فرنچ۔ جرمن۔ بنگلہ۔ ملیالم اور تامل) میں ۶۰۰ سے زائد افراد نے ترجمہ سنا بلکہ بعض اوقات ترجمہ سننے والوں کی تعداد ۹۰۰ سے بھی تجاوز کر گئی جسکے سبب ملیالم اور بنگلہ زبان میں ترجمہ سننے والوں کے لئے علیحدہ خیمہ کا انتظام کر کے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ترجمہ سنانے کا انتظام کیا گیا۔ ترجمہ کرنے والے اور ٹیکنیکل انتظام کرنے والے بہت شکریہ اور دعا ؤں کے مستحق ہیں۔

اسی طرح آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ اور ٹیلیکاسٹ کے انتظام کو سنبھالنے کا کام بھی بڑا وسیع اور پھیلا ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ مخلص رضا کاروں نے ہر شعبہ کو بخوبی سنبھال لیا۔ غرضیکہ جس انتظام پر نظر پڑتی تھی پہلے فکر لاحق ہوتی رہی لیکن پھر اللہ کے فضل سے "ظاہر کی امداد کرنے والے" ایسے مخلصین کھڑے ہو جاتے کہ سب کام سنور گئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ یہ جلسہ سالانہ کے انتظامات بھی ایک اعجاز کا رنگ رکھتے ہیں۔

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ۔

پیارے آقا سے ملاقات کے شوق میں

ایک نیا اور پیارا اور دلکش تجربہ اپنے پیارے امام کی زیارت اور ملاقات تھا۔ ہندوستان والوں کیلئے خاص طور پر بعض احباب کیلئے ۴۴ سال کے وقفہ کے بعد اور بعض کیلئے پہلی بار خلیفۂ وقت کی ملاقات کا موقع نصیب ہو رہا تھا۔ جسکے لئے ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے مرد، عورتیں بچے بوڑھے، حتیٰ کہ بعض معذور بھی لمبے سفر کی صعوبتوں اور موسم کی شدت کی پرواہ کئے بغیر قادیان پہنچے پھر ہزاروں پاکستانی احباب کے لئے برسوں کی طویل جدائی کے بعد پہلی ملاقات تھی۔

جب حضور مسجد میں تشریف لاتے۔ باہر بہشتی مقبرہ یا کسی اور طرف تشریف لیجاتے تو بچوں کا کیا کہنا بڑے بوڑھے بھی بچوں کی سی حرکتیں کرتے نظر آتے تھے۔ لیکن یہ سب بے اختیاری کی باتیں تھیں۔ حضور مسجد میں تشریف لاتے تو ہاتھ کے اشارہ سے حاضرین کو سلام کرتے اور مسکراتے رہتے تھے ساتھ ہی عشاق کے کھیلے ہوئے چہروں کا مشاہدہ کرتے محراب تک پہنچتے اس دوران حاضرین ایک نظر بھی پھر کر دیکھنے کیلئے کھڑے ہو ہو جاتے اور جب واپس تشریف لیجاتے تو پھر یہی بے کلی کی کیفیت ہوتی تھی۔ ایک روز مغرب کی نماز سے قبل میں نے دیکھا کہ عین محراب کے پیچھے ایک چھ سات سال کا بچہ بیٹھا ہے۔ دائیں بائیں دیکھا تو پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ اکیلا ہی آکر بیٹھ گیا ہے۔ میں نے اسے بڑے پیار سے سمجھایا کہ بیٹا! یہاں بزرگ صف میں بیٹھتے ہیں اور آپ کو ذرا پیچھے بیٹھنا چاہئے لیکن وہ اصرار کرتا رہا کہ میں نے یہیں بیٹھنا ہے۔ اسکے اصرار پر مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ اس اثناء میں حضور تشریف لانے لگے۔ میری نظر دوسری طرف ہوئی تو دیکھا کہ وہ بچہ پہلی صف میں آگیا اور آگے بڑھ کر حضور سے مصافحہ کر لیا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ ایک خاص مقصد لیکر یہ پہلی صف میں عین محراب کے پاس آکر بیٹھا تھا۔!

حضور سے ملاقات کے بارہ میں لوگوں کے تأثرات نہایت دلچسپ تھے جب کسی کو مصافحہ کا موقع نصیب ہو جاتا تو اس کی حالت قابل دید ہوتی۔ بڑے شوق سے وہ سناتا کہ آج دلی تمنا پوری ہوئی۔ کئی دنوں سے موقعہ تلاش کر رہا تھا آج حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا یا اور کوئی بات ہو گئی۔ الفاظ میں ان تأثرات کو بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ حتیٰ کہ غیر مسلموں اور ان کے بچوں کا بھی راستوں میں یہی اشتیاق دیکھا گیا۔ ایک روز بعد نماز ظہر حضور بہشتی مقبرہ تشریف لیجا رہے تھے۔ مہمان خانہ کے پاس دو غیر مسلم افراد گزر رہے تھے۔ ایک نے بڑھکر حضور سے مصافحہ کیا۔ حضور نے اس کے احوال دریافت فرمائے۔ اس کی تو باچھیں کھل گئیں۔ وہ بار بار یہ کہتا جاتا تھا کہ بڑے دنوں سے موقع کی تلاش میں تھا۔ "آج میرے بھاگ کھل گئے۔ آج میرے بھاگ کھل گئے"۔

حضور نے بھی باوجود علالت طبع کے احباب کی شوق ملاقات کی پیاس بجھانے کیلئے بہت توجہ فرمائی۔ دہلی میں بھی مجلس عرفان کا اہتمام فرمایا۔ پھر قادیان تشریف لانے کے معاً بعد ۱۹؍ دسمبر ہی سے بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں مجلس عرفان شروع فرما دی جو جلسہ کے قبل تک جاری رہی۔ پھر جماعت وار ملاقاتیں۔ انفرادی ملاقاتیں خاندانوں کے ساتھ ملاقاتیں۔ اہالیان قادیان کی مشترکہ ملاقات کے علاوہ علاقہ وار ملاقاتیں مستورات سے الگ ملاقاتیں۔ جلسہ کے منتظمین و کارکنان و کارکنات سے ملاقاتیں پھر دفتری ملاقاتیں۔ پھر چلتے چلتے کئی گھروں میں تشریف لیجا کر کرم فرمائی۔ ساتھ کے ساتھ فوٹو کھنچوانے کی شفقت۔ غرضیکہ حضور انور نے ملاقات و دید کی پیاس بجھانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی لیکن دید و ملاقات کی پیاس ہی کچھ ایسی تھی کہ بڑھتی ہی چلی جاتی تھی۔ یہ نہیں کہ جس نے ایک دفعہ زیارت کر لی یا مصافحہ کر لیا تو وہ پیچھے رہ جائے۔ وہ پھر بھی اس کوشش میں رہتا کہ شاید پھر کوئی اور موقع نکل آئے ۔۔۔!

حضور کے پرسنل اور سیکورٹی سٹاف جس کو متعدد ممالک کے دوروں میں حضور کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ لیکن اس سفر میں اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ زائرین کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنے میں انہیں بیحد تحمل سے کام لینا پڑا اور شاید یہ بھی ان کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ زائرین کے اشتیاق اور حضور انور کی طرف سے شفقت آمیز سلوک کے درمیان انہیں اپنی ذمہ داری کو نبھانے میں یقیناً دشواری کا سامنا ہوتا رہا۔ مگر اس دشواری سے بھی وہ ایک طرح سے محظوظ ہوتے رہے ہوں گے۔

پریس و پبلسٹی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوبلی سال ۱۹۸۹ء میں ریڈیو۔ ٹیلیویژن اور اخبارات نے جماعت کی صد سالہ جشن تشکر کو قابل ذکر کوریج دیا تھا جس کا ذکر سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بطور خاص فرمایا تھا۔ صد سالہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء اور حضور انور کی تشریف آوری کے موقعہ پر کوریج کے لئے ان ذرائع ابلاغ سے پراونشیل اور نیشنل سطح پر رابطہ قائم کیا گیا۔ اس ضمن میں بھی رضا کاروں کی خدمات قابل قدر ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ حضور کی تشریف آوری سے قبل ہی اخبارات وغیرہ میں خبریں آنی شروع ہو گئی تھیں لیکن حضور کی تشریف آوری کے بعد خصوصاً جالندھر ٹیلیویژن اور ریڈیو نے جو کوریج دیا ہے وہ ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر تھا۔ چنانچہ جالندھر T.V نے جلسہ سالانہ کے تینوں روز جلسہ کے پروگراموں۔ حضور کے خطابات کے اہم اقتباسات اور حضور کے انٹرویو اور پیغام اور غیر ملکی نمائندگان کے انٹرویوز وغیرہ نشر کئے۔ اسکے علاوہ ۲۵ منٹ کی ایک خصوصی رپورٹ جو صد سالہ جلسہ سالانہ کے پروگرام کی دلچسپ جھلکیوں حضور انور اور دیگر اہم شخصیات کے انٹرویوز پر مشتمل تھی جالندھر دوردرشن سے مورخہ ۳۱ کو نشر ہوئی۔ اسی طرح ۲۹؍ دسمبر کو NATIONAL HOOK UP کی ہندی نیوز بلیٹن میں جلسہ سالانہ کی خبر نشر کی اور جلسہ کے پروگرام کی جھلکیاں دکھائیں۔ ریڈیو نے تو T.V سے بھی بڑھ کر پروگرام نشر کئے۔ اخبارات نے بھی بہت اچھا کوریج دیا بفضلہ تعالیٰ ۱۰۰ سو کے قریب اخبارات نے خبریں اور مضمون شائع کئے اور اب تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضور انور کے قادیان اور دہلی میں قیام کے دوران مختلف جرنلسٹ اور اخباری نمائندگان اور دہلی میں مندرجہ ذیل نمائندگان نے حضور سے خصوصی انٹرویو لئے۔

۱۔ B.B.C دہلی کی نمائندہ MISS ANURADHA

۲۔ اخبار SUNDAY TIMES کی اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ MRS PREMA VISHWANATHAN

۳۔ اخبار INDIAN EXPRESS کے نمائندہ MR. SUSHIL KUTTY

قادیان میں مندرجہ ذیل نمائندگان نے آکر حضور سے خصوصی انٹرویو لئے۔

۱۔ مظفر حسین صاحب آف بمبئی جو چھ کثیر الاشاعت روزناموں کے کالم نگار ہیں۔ انہوں نے جو انٹرویو لیا۔ اس کی تفصیلی روئداد بفضلہ تعالیٰ ۳۱ اخبارات نے شائع کی

۲۔ اوم پرکاش سونی۔ روزنامہ ہند سماچار جالندھر۔

۳۔ ASIA VISION کے نمائندہ MR. ANKHY

۴۔ P.T.I کا نمائندہ MR. SARVAJIT VENDER

۵۔ U.N.I اور ماتر بھومی کیرلہ کے سب ایڈیٹر MR. ASGHAR

۶۔ ایڈیٹر سیتیہ دوتن کیرلہ MR. N. ABDUL RAHIM

۷۔ ایڈیٹر منارٹ MR. V.A.KOYA

۸۔ ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو جالندھر پروگرام ایگزیکٹیو مسٹر سید صدیقی۔

۹ ۔ ہز ہائینس مہاراجہ باجوہ پنس وگورنر افسر۔

۱۰ ۔ نیز ڈوکومنٹری کی تیاری کے سلسلہ میں VIS NEWS کی ٹیم نے آ کر حضور سے تفصیلی انٹرویو لیا۔

● ۔ اس کے علاوہ مشہور و معروف کالم نگار۔

MR KHUSWANT SINGH

جنہوں نے حضور کی تشریف آوری کا استقبال کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا تھا جو حضور کی فوٹو کے ساتھ ۲۴؍دسمبر کو ہندوستان کے قریبا ۳۰ کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہوا۔ موصوف نے دہلی میں حضور کے قیام کے دوران مشن ہاؤس میں تشریف لا کر حضور سے ملاقات کی۔

● ۔ اسی طرح مشہور و معروف کالم نگار

MR. KULDEEP NAYYAR

جو برطانیہ میں ہندوستان کے سفیر بھی رہ چکے ہیں۔ نے حضور سے ملاقات کی خواہش کی اور چائے پر اپنی کوٹھی پر مدعو کیا۔ چنانچہ حضور نے ازراہ شفقت اُن کی اس دعوت کو قبول فرماتے ہوئے اُن کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔

● ۔ اسی طرح ایک اور مشہور کالم نگار

MR. INDER KUMAR MALHOTRA

نے دہلی مشن ہاؤس میں تشریف لا کر حضور سے ملاقات کی۔

حضور انور کے اس مبارک سفر کی چند اہم خصوصیات

❋ ۔ آج سے سو سال قبل ۱۸۹۱ء میں سرزمین ہند قادیان دارالامان میں بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک وجود سے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا تھا۔ آج جب سو سالہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کا تاریخی موقعہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ جلسہ سالانہ کی مرکزی تقریب اپنی بابرکت شمولیت کے ساتھ سرزمین ہند قادیان دارالامان میں منعقد فرمائی۔

❋ ۔ مجلس شوریٰ کی اہم تقریب اس مبارک خلیفہ کی موجودگی میں منعقد ہوئی جس میں بالخصوص جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی تعلیمی، تربیتی، اقتصادی اور دیگر سہولتوں کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں غور اور مشورے ہوئے۔

❋ ۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے آج سے ۴۸ سال قبل ۲۷؍دسمبر کو جمعۃ المبارک کے خطبہ میں بیرون ہند کی جماعتہائے احمدیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے "وقف جدید" کی بابرکت تحریک کا آغاز فرمایا تھا۔ خدا کی تقدیر کہ اس تاریخی جلسہ سالانہ کے ایام میں جو جمعہ آیا تو وہی ۲۷؍دسمبر کی تاریخ تھی۔ اس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے "وقف جدید" کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو بالعموم اور جماعتہائے احمدیہ بھارت کو بالخصوص مالی قربانیوں کے معیار کو مزید اونچا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس تحریک کی برکات پر روشنی ڈالی۔

❋ ۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولادت قادیان میں ۱۸؍دسمبر ۱۹۲۸ء کو ہوئی اور ۱۹؍دسمبر کو قادیان میں ریل گاڑی جاری ہو گئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بنفس نفیس بعد دوپہر ۳ بجے امرتسر پہنچے تا قادیان ریلوے کے افتتاح کی تقریب پر خدا تعالیٰ کے حضور شکر بجا لاتے ہوئے دست دعا بلند کریں چنانچہ اس پہلی گاڑی میں حضور رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان کے علاوہ دیگر مقامات کے احمدی احباب بھی دعائیں کرتے ہوئے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے امرتسر سے قادیان پہنچے۔ (تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۱۱۸ و صفحہ ۱۱۹)

بعض مجبوریوں کے سبب محکمہ ریلوے نے یہ گاڑی دو سال سے بند کر دی ہے لیکن جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اور نیز خدا تعالیٰ جماعت کی خواہش پر خاص طور پر ۱۹؍دسمبر ہی کو یہ ریل گاڑی چلا دی گئی اور وہ نظارہ جو ۱۹؍دسمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے ظاہر ہوا تھا۔ ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعینہٖ اسی طرح کا ایمان افروز نظارہ آپ رضی اللہ عنہ کے پسر موعود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت وجود کے ذریعے مشاہدہ میں آیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مع افراد قافلہ اور دیگر علاقوں سے آنے والے کئی افراد کے ساتھ دعاؤں ذکر الٰہی اور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں اس ریل گاڑی کے ذریعے امرتسر سے قادیان تشریف لے آئے۔

واللہ غالب علیٰ امرہ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

❋ ۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے کئی اسیران راہ مولیٰ ہیں جن کی رہائی کے لئے دعائیں جاری ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور کے اس مبارک سفر ہندوستان اور قادیان کو ایک یہ اعجاز عطا فرمایا کہ واپسی سے پہلے دہلی میں یہ خوشخبری ملی کہ بفضلہ تعالیٰ سکھر کے دو اسیران راہ مولیٰ محترم قریشی ناصر احمد صاحب اور محترم رفیع احمد صاحب کو رہائی مل گئی ہے۔ حضور انور کی خوشی اور مسرت قابل دید تھی۔ حضور نے فوری طور پر اس خوشی میں ۲ ٹوکرے مٹھائی کے منگوا کر مشن ہاؤس میں مقیم افراد میں تقسیم کروائی۔

اللہ تعالیٰ دیگر اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کے بھی اپنے فضل سے سامان پیدا فرمائے۔

❋ ۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات میرے دل میں راسخ ہو چکی ہے کہ یہ سفر کئی برکتوں اور کئی اعجاز کا حامل ہوگا۔ سو ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بہت سی برکات اس تاریخی اور تاریخ ساز سفر کی ظاہر ہوتی رہیں گی اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے کماحقہ متمتع ہونے کی توفیق بخشے۔

❋ ۔ حضور انور جب تک تشریف نہیں لائے تھے، احباب جماعت بیحد مشتاق و منتظر تھے۔ اور انتظامیہ کے افراد منتظر ہونے کے ساتھ ساتھ متفکر بھی تھے اور بزبان حال ہماری یہ کیفیت تھی کہ:

یہی خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

لیکن حضور نے قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں سے بیحد بیحد شفقت کا سلوک فرمایا۔ چنانچہ فرمایا "کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ نہ کسی تنگی کا سامنا ہوا۔ سب سامان راحت بفضلہ تعالیٰ میسر آ گئے" فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔ حضور انور جب تک ہم میں تشریف فرما رہے ایک عجیب سماں تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ ایک خواب کی سی کیفیت میں یہ وقت گزر رہا تھا۔ خود حضور اقدس نے بھی ایک سے زائد مرتبہ اس کیفیت کا اظہار فرمایا۔ کچھ پتہ نہ لگا کہ ایک مہینہ کس طرح گزر گیا۔ جب حضور واپس تشریف لے گئے تو یوں لگا کہ بہاریں چلی گئیں۔ رونقیں اُٹھ گئیں اور طبیعت اداس سی ہو گئی لیکن حضور انور کے یہ الفاظ تسلی کا موجب بن رہے ہیں۔ کہ یہ سفر پہلا تو ہے مگر آخری نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو پھر لائے اور بار بار لائے اور وہ دن بھی جلد لائے جب مرکز سلسلہ قادیان خلافت احمدیہ کا دائمی مسکن بھی بن جائے۔

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد

اخبار بدر کی گزشتہ ایک اشاعت میں "یوم مصلح موعود" کے جلسوں کی ایک مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں کثیر تعداد میں مختلف جماعتوں نے یہ جلسہ منعقد کر کے اپنی رپورٹیں لغرض اشاعت ارسال کی ہیں۔ صفحات کی کمی کے باعث ان کی اشاعت ممکن نہیں لہٰذا ایسی جماعتوں و مجالس کے صرف نام ہی شائع کئے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی اور ایمان و اخلاص میں برکت دے آمین۔

جماعتہائے احمدیہ امروہہ، انارسی، آرکونم، جالندھر، بلاری، بھدرک، پالاکرتی، بھاگلپور، جمشید پور، چنتہ کنٹہ، خانپور ملکی، رشی نگر، سکندرآباد، ساگر، سری نگر، شاہجہانپور، شموگہ، کرکنور، کرڈاپلی، کانپور، موتی ہاری، موٹ پیشرہ، مرکرہ، مرہلی بندا، منظر، مریاکنی، دردھمان کوٹہ، پسری، دہلی، لجنہ اماء اللہ قادیان، حیدرآباد، ساگر، یادگیر، موتی ہاری، بنگلور، کالیکٹ، مدراس، سکندرآباد، کوچین، ناصرات الاحمدیہ یادگیر، خدام الاحمدیہ شموگہ، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ رشی نگر۔

اسیران راہ مولیٰ کے لئے درخواست دعا

رمضان المبارک کے مقدس ایام میں احباب اپنے ان اسیران راہ مولیٰ کو بھی خصوصیت سے یاد رکھیں جو لمبی مدت سے قید کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صبر و استقامت عطا فرمائے باعزت رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے اور ان کے لواحقین کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان

کے متعلق

میرے تاثرات

از مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ربوہ

تقریباً نصف صدی کے بعد آج پھر اس گاڑی میں بیٹھا تھا جو رینگتی ہوئی پاکستان کی سرحد سے باہر جا رہی تھی واہگہ کا کبھی غیر معروف مگر آج ایک اہم سٹیشن آن پہنچا۔ ہم وقتی طور پر پاکستان کو خیر باد کہہ رہے تھے۔ واہگہ سے انجن نے ایک خراٹا بھرا اور ہم ایک لمبی خار دار تار کے بیچوں بیچ گذر رہے تھے۔ لیجئے بھارت کا سفر شروع ہو گیا۔

گاڑی کھچا کھچ ان زائرین سے بھری تھی جن کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک تھی۔ جن کے دل ایک جذبے سے سرشار تھے۔ جن کے ہونٹوں پر دعائیں مچل رہی تھیں۔ دل دھڑک رہے تھے کہ منزل قریب آ رہی ہے۔ رات کی تاریکی میں ہم سال بعد پھر ایک بار ان سڑکوں پر سے گذر رہے تھے جو اب پرانی ہو چکی تھیں۔ اندھیرے میں نہ سڑک نظر آئی نہ ارد گرد کا جائزہ ممکن تھا مگر یہ احساس ضرور ہوا کہ بس امرتسر کے پاس سے گذرتی ہوئی ویرکا اور بٹالہ میں سے ہوتی ہوئی آخر اس محبوب بستی میں آن پہنچی جہاں کے منارۃ بیضاء سے نکلتا ہوا نور اب ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ آج اس کی روشنی تاریک ترین برّاعظموں اور دور افتادہ گمنام بستیوں تک پہنچ چکی ہے۔ ہر دل عقیدت سے معمور تھا۔ ہر زبان حمد و ثناء کا ورد کر رہی تھی۔ اس سرزمین پہ قدم رکھتے ہوئے ایک ایسی خوشی۔ ایک ایسی تسکین ایک ایسی راحت محسوس ہو رہی تھی جس کا مزہ کچھ اور ہی تھا۔ اب ایک اور مرحلہ آن پہنچا یعنی رہائش گاہوں کی تلاش کا۔ اس چھوٹی سی بستی نے جس کی ۳۱۳ افراد نے قلعہ بند ہو کر حفاظت کیا اور آج جن کی تعداد تین ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ ان محبت سے سرشار مکینوں نے۔ ان محترم اور قربانی کرنے والے درویشوں نے اپنی آغوش محبت وا کر دی۔ خود کونوں میں دبک گئے اور مکان مہمانوں کے سپرد کر دیئے۔ مگر پھر بھی تقریباً چھبیس ہزار مہمانوں کو جگہ دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہر کمرہ مہمانوں سے بھرا ہوا۔ ہر برآمدے کے آگے پردے تان دیئے گئے۔ جہاں بھی تھوڑی سی خالی جگہ تھی خیمے نصب کر دیئے گئے۔ پھر دفتر زمانی کی باری آئی۔ وہ بھی مہمانوں کے سپرد ہو گئے گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنا دی گئیں۔ ان جھونپڑیوں نما بیرکوں نے جن کا ڈھانچہ درختوں کی شاخوں سے بنا اور جنہیں اوپر نیچے پرالی سے ڈھانپ دیا گیا بہت سے مہمانوں کی مہمان نوازی کی۔ اور ان خوش قسمتوں میں میں بھی شامل تھا۔ اور دوہری خوش قسمتی یہ کہ یہ بہشتی مقبرے کے احاطہ میں بنائی گئیں۔ مرنے کے بعد نہ جانے بہشتی مقبرے جانا نصیب ہوتا ہے یا نہیں لگ ہم تو جیتے جی بہشتی مقبرے میں پہنچ گئے۔

آج وہ زمین قادیان جو محترم ہوئی اور ہجوم خلق سے پھر پیدا عجب نظارے پیش کر رہی تھی۔ یہ شہر ایک انوکھا شہر تھا۔ جس میں صبح کے ساڑھے تین چار بجے سب بیرکوں، خیموں، برآمدوں میں بیداری کی لہر دوڑ جاتی۔ ہر آنکھ وا ہو جاتی۔ ہر لب پہ دعائیں جاری ہو گئیں۔ ایک بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی۔ ہر قدم ...... تیز تیز ...... مسجد اقصیٰ کی طرف اٹھتا۔ قطاریں بندھ جاتیں۔ نگران تمہی قطاروں میں کھڑے ہو کر نہایت نظم و ضبط سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گیٹ میں سے داخل ہوتے جاتے۔ آگے چھوٹی۔ تنگ۔ مگر روشن گلیاں تھیں۔ وہی گلیاں جہاں اس مقدس وجود اس محبوب ہستی۔ اس پیارے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے قدم پڑتے تھے۔ آج پھر اس شمع کے پروانوں کو اس دیار محبوب کے دیوانوں کو انہی نقش پائے قدم پہ چلنے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی۔ یہ کتنی بڑی خوش بختی تھی۔ کتنی خوش نصیبی تھی۔ مسجد کے وسیع و عریض برآمدے اور صحن دیکھتے دیکھتے بھر جاتے۔ ابھی فجر کی نماز کا وقت تو نہیں یہ تو با جماعت تہجد ادا کی جا رہی ہے۔ لب پہ دعائیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی۔ ہچکیاں بندھی ہوئی۔ اللہ یہ تیرے محبوب بندے تیرے در پہ حاضر ہیں۔ اے غفور ہماری معاف فرما۔ اے ستار ہماری چشم پوشی فرما۔ اے رحیم ہم پہ رحم فرما۔ دل ہلکے ہوئے گناہ گویا دھل گئے۔ اللہ کے ذکر نے اطمینان قلب عطا کر دیا۔ ایک سکون۔ ایک تسکین۔ دھلی دھلائی آنکھیں اب مشتاقانہ ایک جانب بار بار اٹھ رہی ہیں کیونکہ ایک دل نواز ہستی ایک دلفریب تبسم کے ساتھ محفل کو روشن کرنے والی ہے۔ ایک ہلچل ہوئی۔ ایک اضطراب ایک بیقراری۔ مگر اپنی جگہ سے اٹھنے کی اجازت نہیں۔ وہ پیارا وجود تیز تیز قدم اٹھاتا آن پہنچا۔ ایک سفید عمامہ۔ ایک متبسم چہرہ۔ ہراتا ہوا ہاتھ اور سلام کہتے ہوئے لب کتنی طمانیت ملتی ہے۔ اس وجود کی قربت سے۔ اور پھر جب سوز میں ڈوبی ہوئی مسحور کن آواز میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے تو مقتدی ایک اور عالم میں پہنچ جاتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک نئی زمین ہے اور نیا آسمان۔ آسمان سے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ اللہ میاں قریب آ گئے۔ دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی آن پہنچی۔ ایک کیف اور وجد ملا۔ ایک سرور ایک انبساط۔ قرأت میں وہ سوز دعا میں وہ زاری کہ ہر طرف آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ سب بند ٹوٹ گئے۔ بیقرار روحیں بلبلا اٹھیں۔ عرش معلیٰ بھی ہل گیا اور پھر ایک طمانیت بخش خاموشی۔ ایک سکون ایک تسکین۔ جیسے جو چاہا مل گیا۔ نماز ختم ہوئی۔ پھر ایک ہلچل۔ پھر لہراتی ہوئی سفید پگڑی۔ متبسم لب اور سلامتی بکھیرتے ہوئے ہاتھ اور حضرت امام تیز تیز قدم اٹھاتے کسی دوسرے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے جا رہے ہیں۔

اس جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اب کی بار یہ شمع تھی جو پروانوں کو بار بار قربت کا موقعہ دے رہی تھی بلکہ خود چل کر ان کے پاس پہنچ رہی تھی۔ اور وہ یوں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے پیدل نماز کے لئے جاتے۔ ہر صبح بہشتی مقبرہ پیدل تشریف لے جاتے۔ جلسہ گاہ پیدل جاتے۔ چال میں ایک ٹھہراؤ اور وہ برق رفتاری جو جلد بڑھنے کی غمازی کرتی۔ حضور تیز قدم چل رہے ہوتے۔ خدام کا ایک لشکر تقریباً بھاگ رہا ہوتا۔

حضور کے اس طرح پیدل آنے جانے سے بہت سوں نے آپ کو قریب سے دیکھ لیا۔ کچھ دیوانے سب قیود توڑ کر آگے بڑھ گئے اور مصافحہ کی سعادت حاصل کر گئے۔ اور کچھ ایسے بھی خوش نصیب تھے جنہیں حضور نے خود مخاطب کر لیا۔ گویا اذن مصافحہ بخش دیا۔ اور ایسی ہی خوش قسمتی میرے حصے ایک بار نہیں بلکہ دو بار آئی۔ مگر بہت سے احباب کے لئے یہ بھی خوش بختی تھی کہ آج تقریباً نصف صدی کے بعد اپنے پیارے امام کو بالکل قریب سے دیکھ رہے تھے۔ آنکھیں روشن تھیں۔ ماتھے دمک رہے تھے۔ دل شاداں تھے گویا ایک بہت بڑا انعام مل گیا۔ یہ تو اپنوں کی کیفیت تھی۔ بیگانے بھی کچھ کم مسرور نہ تھے۔ ایک بار حضور گذر رہے تھے۔ میرے قریب ایک سردار صاحب کھڑے تھے۔ اشتیاق دید سے آگے بڑھے۔ حضور کے چہرے پر نظر پڑی تو کھل اٹھے۔ اپنے مخصوص انداز میں کہا ”واہ! آج تو کھلے درشن ہو گئے“ اور میں نے دیکھا ان کے چہرے پر رونق آ گئی۔ وہ واقعی خوش نظر آتے تھے۔

یہ بجا کہ حضور کی آمد پہ احمدیوں نے قادیان کو دلہن کی طرح سجایا تھا۔ مگر دوسروں نے بھی استقبال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ بازار میں کئی بینر نظر آئے جن پہ لکھا تھا ”حضرت مرزا طاہر احمد کو خوش آمدید“ ”اہالیان قادیان آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں“ حضور نے خود ذکر فرمایا کہ کس طرح ایک چھوٹے سکھ بچے نے ایک عاجزانہ سلام سے آپ کی توجہ مبذول کرائی۔ آپ اس سکھ فیملی کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دودھ سے تواضع کی۔ اور پھر یہ درخواست کی کہ حضور اب قادیان میں ہی رہیں۔ گویا غیر بھی متاثر تھے۔ انہوں نے بھی ایک کشش محسوس کی۔

... تھا۔ ایک خوبصورت منظر دیکھا کہ ہندو اور سکھ حضرات جوق در جوق جلسہ گاہ میں آئے۔ کارروائی سنتے رہے اور بڑے ہی بہت انہماک سے جلسہ کے انعقاد میں بھی بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ بعض نے اپنے مکانوں کے دروازے مہمانوں کیلئے وا کر دیئے اور اپنے آرام کو مہمانوں کی سہولت پہ قربان کر دیا۔

جی تو چاہتا ہے کہ لکھتا چلا جاؤں مگر تنگیٔ دامن کا احساس رکنے پہ مجبور کر رہا ہے۔ مگر رخصت چاہنے سے پہلے چاہوں گا کہ قارئین جلسہ گاہ کے نظارہ تو دیکھ لیں۔ ایک خوبصورت سٹیج جس پہ بہت سے بزرگ اپنی تمام نورانیت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ پیچھے کرسیوں کی لمبی قطاریں جن پہ مختلف ممالک سے آنے والے زائرین کانوں پر ایئر فون لگائے تو زبانوں میں ترجمہ شدہ تقاریر اپنی زبان میں بڑے انہماک سے سن رہے ہیں ان میں گورے بھی ہیں کالے بھی۔ یورپ کے بھی اور امریکہ کے بھی۔ افریقہ سے آنے والے بھی اور ایشیا کے دور دراز کونوں سے کھچے ہوئے چلے آنے والے احباب بھی۔ اور کچھ وہ معزز مہمان بھی تشریف فرما ہیں۔ جو جماعت سے تو متعلق نہیں مگر انہیں بھی کوئی کشش اس جگہ اس چھوٹی سی بستی میں کھینچ لائی۔ وہی گمنام بستی جو آج مرجع خلائق ہے۔ ہر طرف بینرز ہی بینرز نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک اسیرانِ راہ مولا (جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں) کی جدائی کا احساس دلا رہا ہے۔ اور ان سب کے اوپر ہے سایہ فگن لوائے احمدیت جو ایک عجیب شان سے لہرا رہا ہے۔ سٹیج سے ایک محبوب، پُر جلال اور پُر سوز آواز اُبھرتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ایک سحر ایک جادو جو سب کو مسحور کئے ہوئے ہے۔ اور پیغام ہے محبت کا، پیغام۔ کل عالم کو یہ پیغام۔ اور انہیں پیغام یہ آسمانی پیغام کی بازگشت ہے جو آج سے تقریباً سو سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ نے سب مذاہب کے لوگوں کو دیا۔ آئیں ہم ان امور پہ متفق ہو جائیں جو ہم میں مشترک ہیں۔ آئیے انسانیت کے نام پر محبت اور آشتی کا راگ الاپیں۔ آئیے نفرتوں اور کدورتوں کو دفن کر دیں اور انسانیت کے رشتے میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کے قریب آ جائیں۔ فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھتی ہے۔ انسانیت زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ تقریر لمبی ہو جاتی ہے تو سامعین دریافت کرتے ہیں کہ تھک تو نہیں گئے؟ ایک پُر جوش آواز میں اپنے ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور سکھ میزبانوں سے مخاطب ہوتے ہیں اور وہ اور بھی پُر جوش انداز میں اپنے اشتیاق کا اظہار کر کے پیغام کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ جانے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اس تقریر دل پذیر سے قبل ایک نظم پڑھی جاتی ہے۔ اس عظیم انسان کی نظم جسے بادلِ نخواستہ قادیان کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور جو اس کی جدائی میں عمر بھر تڑپتا رہا۔ اس کی محبت میں بے قرار رہا، مضطرب رہا، سیماب رہا۔ مگر یہ حسرت دل میں ہی لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہوا۔ کتنی حسرت تھی۔ کتنا پیار تھا اس شعر میں:

جب کبھی تم کو ملے موقعہ دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

وہ جو اس عظیم وجود کو جانتے تھے اس شعر سے تڑپ اٹھے۔ روئے۔ بلبلائے۔ اس پیارے وجود کی یاد میں کتنی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ کتنی چھلک پڑیں۔ ایک پیارے کی یاد، ایک پیارا یاد دل کی کیا حالت کر گئی۔ یہ تو وہی جانتے ہیں جن پہ یہ کیفیت بیت گئی۔ اور اب میں بھی تو کھو سا گیا ہوں ان پیاری سہانی یادوں میں۔ میرا قلم رُک رہا ہے۔ سو خدا حافظ۔

دعائے مغفرت

(۱): خاکسار کے ہمشیرزاد اور داماد عزیز شیخ رشید احمد صاحب جو گذشتہ دو تین سال سے مختلف عوارض کے باعث علیل تھے۔ گذشتہ تین ماہ سے انتہائی پریشانی کی حالت میں بیماری کا مقابلہ کرتے رہے۔ البتہ گردوں کی تکلیف دل کا بڑھ جانا وغیرہ ایسے عوارض تھے جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوئے۔ گذشتہ جمعہ کے روز مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء New Orleans میں انتقال کر گئے اور اپنے حقیقی مولیٰ اور آقا رب العالمین کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

عزیز بہت مخلص، نیک اور سلسلہ احمدیت و خلافت سے گہری وابستگی اور فدائیت کا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ شروع سے ہی جماعت کے صدر تھے۔ اب اکثر بیماری کے باعث معذرت کر دی تھی۔ موصی تھے۔ نیو آرلین میں جماعت کا قیام عزیز کی شب و روز جدوجہد سے ہوا۔ مشن ہاؤس کے قیام کے لئے بھی خصوصی سعی کی۔ اور قائم ہوا۔ جماعت کے ہر فرد سے نہایت تعلق اور خاص ہمدردی کا رویہ رکھا۔ علاقہ انسپکٹر کی حیثیت سے مسلم غیر مسلم سب سے بلا امتیاز حسن سلوک۔ ان کی خدمت مہمان نوازی اور تعلقات قائم کئے۔ اہل خانہ سے غیر معمولی حسن سلوک کا رویہ دکھایا اور قابل رشک نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کے بوڑھے والد، دوسرے عزیز و اقارب اور اہل کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ عزیز مرحوم کا ایک ہی بیٹا ہے جو شادی کے تیرہ سال بعد پیدا ہوا۔ عزیز اعجاز احمد جو اس وقت میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(مبارک احمد واشنگٹن)

(۲): خاکسار کے والد محترم سیٹھ عبد الغفور صاحب آف چنتہ کنٹہ مورخہ ۱۹۹۱/۲/۱ کو وقار آباد میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم ۶۸ سال کی عمر میں تھے نہایت مخلص، ملنسار، سخی اور مہمان نواز تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تہجد گذار اور موصی تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت عشق اور نظام خلافت سے نہایت عقیدت رکھتے تھے۔ کچھ پریشانی ہو تو فوراً اپنے آقا کی خدمت میں دعا کا خط لکھنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔ مرکزی نمائندگان کو بہت احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ آپ کو احمدیہ قبرستان چنتہ کنٹہ میں امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ تدفین کے موقعہ پر کثیر افراد جماعت اور غیر از جماعت و غیر مسلم حضرات نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(عبد الشکور ابن سیٹھ عبد الغفور صاحب مرحوم چنتہ کنٹہ)

(۳): بنارس وارانسی کینٹ حلقہ ایمرجنسی مورخہ ۹۲/۲/۵ شب ۱۰ بجے افسوس! محترمہ عبیدہ پاکیزہ صاحبہ اہلیہ محترم عبد السمیع خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ بنارس بقضائے الٰہی اچانک انتقال کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نیک سیرت صوم و صلوٰۃ کی پابند غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ مورخہ ۹۲/۲/۶ کو بعد نماز جمعہ مختصر نماز جنازہ خاکسار نے پڑھائی بعدہٗ قریب میں ہی اپنے ذاتی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحومہ کے خاوند نے بغرض دعا صدقات مبلغ ۲۵/ روپے اور اعانت بدر مبلغ ۲۵ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔

(نسیم احمد طاہر خادم سلسلہ وارانسی۔ بنارس)

(۴): افسوس! محترم الحاج ابراہیم عثمان صاحب سیکرٹری مال و امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ بلاری (مہاراشٹر) ابن مکرم عبد الستار صاحب مرحوم مورخہ ۹۲/۱/۲۰ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم صاف گوئی، سچائی اور دیانت کے اعتبار سے گاؤں میں ایک نمونہ تھے۔ پسندیدہ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ بلاری ہائی اسکول میں انگلش کے ماسٹر تھے آپ کی علمی قابلیت اور پسندیدہ اخلاق کی بنا پر اسکول کے تمام اساتذہ آپکی بے حد عزت کرتے تھے۔ آپ کا ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر تقرر ہونے والا تھا۔ جب سے بلاری میں جماعت قائم ہوئی ہے اس وقت سے مرحوم جماعت کے سیکرٹری مالی کے عہدے پر فائز رہے۔ پنجگانہ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے تھے تبلیغ کا بے حد جذبہ تھا حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء کرام سے بے پناہ محبت تھی مرکزی نمائندوں کے ساتھ بہت احترام سے پیش آتے باوجود نامساعد حالات کے بچوں کی اچھے رنگ میں تربیت کی اور لکھایا پڑھایا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے، ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ مرحوم گھر سے کھانا کھا کر ظہر کی نماز کے لئے مسجد جا رہے تھے کہ اچانک راستہ میں گر پڑے پکڑ کر گھر لے جایا گیا۔ اسی میں دوبارہ گر پڑے اور طبی امداد دینے سے پہلے ہی اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ مورخہ ۹۲/۱/۲۱ کو شام چھ بجے خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی بھی شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (محمد عمران علی مبلغ سلسلہ بلاری کرناٹک)

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

سورو میں تقریری مقابلہ امسال ۲۹ر فروری کو جماعت احمدیہ سورو کی جانب سے سورو شہر میں اسکول لیول پر ایک تقریری مقابلہ کیا گیا جس میں تقریباً ۱۴ اسکولوں کے بچوں نے حصہ لیا۔ نیز اسکولوں کے اساتذہ اور کالجوں کے لیکچرارز اور علاقہ کی نامور شخصیتوں نے بھی اس تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ اس مقابلہ کا موضوع تھا "محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں۔" تمام مقرروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لے کر آپ کو امن کا پیغامبر تسلیم کیا۔ مقابلہ کے بعد سب کو REFRESHMENT دی گئی۔ اوّل، دوم اور سوم کے علاوہ تمام بچوں کو حوصلہ افزائی کیلئے انعام دیا گیا۔

(سید نعیم احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ سورو اڑیسہ)

جماعت احمدیہ شموگہ الحمد للہ گیارہ ماہ کی مسافت طے کرنے کے بعد آج پھر ہم عبادتوں، ریاضتوں کے ماہ مبارک میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس بابرکت مہینہ میں ایک مسلمان کو جس قدر سرور اور روحانی قوت اور تازگی نصیب ہوتی ہے۔ وہ شاید ہی پورے سال میں نصیب ہوتی ہو۔ رمضان المبارک کا بابرکت ماہ شروع ہوتے ہی مسجد احمدیہ شموگہ میں بڑا ہجوم شروع ہوتا ہے۔

الحمد للہ رمضان کی لذت جیسے قادیان میں محسوس ہوتی تھی۔ ویسے ہی آج بھی محسوس کی جا رہی ہے۔ بعد نماز فجر درس القرآن کے علاوہ اجتماعی تلاوت کی جاتی ہے اس کے علاوہ بعد نماز عصر گھروں میں درس القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جس میں اکثر احباب جماعت شامل ہو کر قرآنی انوار سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ یکم رمضان سے درس القرآن کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ بعد نماز عشاء نماز تراویح اور درس الحدیث کے علاوہ اجتماعی دعا کروائی جاتی ہے۔ اس طرح دن رات ذکر الٰہی میں گذارا جاتا ہے۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ شموگہ کرناٹک)

اٹھارھواں آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ اجتماع

گذشتہ اجتماع کے وقت یہ طے پایا کہ ۱۸ واں اجتماع جماعت احمدیہ کیرنگ میں منعقد ہو۔ چنانچہ مرکز سلسلہ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس اجتماع کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ ۱۵-۱۶ فروری ۱۹۹۲ء کو کیرنگ میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ مسجد احمدیہ کے عقب میں شامیانہ لگا کر ایک وسیع جلسہ گاہ تعمیر کیا گیا۔ مکرم روشن احمد خاں صاحب نے اس کے تمام اخراجات برداشت کئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ لائٹ اور مائک کے علاوہ روشنی کا بھی اچھا انتظام کیا گیا۔

مورخہ ۱۴ ۲/۱ کو قادیان سے مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم مہتمم تبلیغ بھارت اور مکرم سید فیروز الدین صاحب مہتمم تجنید کیرنگ تشریف لائے۔ مورخہ ۱۴ر فروری ۹۲ء اور ۱۵ر فروری ۹۲ء کی صبح تک مندرجہ ذیل مجالس کے خدام اور اطفال کیرنگ پہنچ گئے۔ سرنگاڑا، بھونیشور، سورو، کٹک، سونگھڑہ، کیندرا پاڑہ، چردا، غنجہ پاڑہ، تالبرکوٹ، کرڈاپلی، ملکہ ریش پور، پنکال، کوٹ پلہ، مونگا بنی مائنز اور مقامی لحاظ سے کیرنگ کے خدام شریک ہوئے۔

علاوہ ازیں۔ خوردہ، پارادیپ، تالچیر، راول کیلا اور گرپدا کے خدام بھی شامل ہوئے۔ الحمد للہ۔ مکرم عبد الباسط خاں صاحب صوبائی امیر اڑیسہ اور بہت سے صدر صاحبان اور مبلغین اور معلمین بھی تشریف لائے۔ اجتماع کے دونوں دن نماز تہجد باجماعت پڑھائی گئی بعد نماز فجر درس دیا گیا۔

اجتماع کا پہلا دن مورخہ ۱۴ر فروری ۹۲ء صبح ۹ بجے مکرم عبد المطلوب خاں صاحب، صدر جماعت کیرنگ کی زیر صدارت پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نمائندہ خدام الاحمدیہ بھارت نے پرچم کشائی کی۔ اس موقع پر مختلف اسلامی نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

اس کے بعد مکرم روشن احمد خاں صاحب نے حضور انور کی تازہ نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ مکرم سید فیروز الدین صاحب نے خدام کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرم منظور حسین خاں صاحب قائد علاقائی نے خدام سے خطاب کیا۔ آپ نے خدام کو ہر میدان میں آگے بڑھانے کی نصیحت فرمائی۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب کلیم معتمد اڑیسہ نے سالانہ رپورٹ خدام و اطفال پڑھ کر سنائی۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نے خدام سے خطاب فرمایا اور خدام کو داعی الی اللہ بننے اور ترقیات کی طرف قدم بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم عبد الباسط خاں صاحب صوبائی امیر اڑیسہ نے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ اس اجتماع کے لئے کیرنگ کے خدام کی طرف سے جو حسن انتظام ہوا ہے۔ اس سے بہت خوشی ہوئی۔ تمام مجالس کو یہ چیز برقرار رکھنے اور نظام کے ماتحت کام کرنے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ ساتھ آپ نے وقت کی پابندی کی طرف بھی خاص توجہ دلائی نیز آپ نے فرمایا۔ ۴۴ سال بعد حضور انور قادیان تشریف لائے۔ حضور سے جو روشنی حاصل کی ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبد المطلوب خاں صاحب صدر جلسہ کی تھی۔ جس میں آپ نے قرآنی آیت المالُ والبنونَ زینۃُ الحیوۃِ الدنیا ...... کی اچھے رنگ میں تشریح فرمائی۔ اور فرمایا خدام کا جو عہد ہے اس میں اپنی عزت۔ وقت۔ مال و جان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس لئے خدام اسے عملی جامہ پہنا کر تبلیغ و اشاعت کے کام میں لگ جائیں۔

اس اجتماع کے دوران اطفال و خدام کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے

مقابلہ جات اطفال تلاوت قرآن کریم۔ اڑیہ و اردو نظم۔ QUIZTEST مشاہدہ و معائنہ تقریری مقابلہ۔ کھیل ۵۰ میٹر دوڑ۔

مقابلہ خدام تلاوت قرآن کریم۔ نظم اڑیہ و اردو۔ تقریری مقابلہ A و B گروپ فی البدیہہ تقریر۔ QUIZTEST (حفظ قرآن۔ سورۃ بروج تا سورۃ الناس ۳۰ سورتیں)۔ مضمون نویسی۔ نظم لکھنے کا مقابلہ۔ تحریری امتحان و زبانی امتحان۔ حسن کارکردگی کے لحاظ سے اچھا خادم۔

کھیل:- ۱۰۰ میٹر دوڑ۔ ۱۰۰ میٹر دوڑ۔ لانگ جمپ۔ سلو سائیکل۔ گلیل نشانہ۔ سٹ فوٹ۔ ۱۰۰-۴ ریلے ریس۔ قائدین کی دوڑ۔

اختتامی اجلاس مورخہ ۱۵ر فروری کو مکرم عبد الباسط خاں صاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت اجلاس رات ۱/۲ ۷ بجے شروع ہوا تلاوت اور نظم خوانی کے بعد کاروائی شروع ہوئی بعدہ مکرم سید فیروز الدین صاحب مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم۔ مکرم ڈاکٹر منظور احمد صاحب قائد علاقائی مکرم شیخ حلیم الدین صاحب نے تقاریر کیں اس اجلاس میں مکرم مقصود احمد صاحب مکرم روشن احمد خاں صاحب نے نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اس کے بعد مکرم صوبائی امیر صاحب نے خطاب فرمایا آپ نے کہا کہ اس سال حضور انور کی آمد سے خدام میں کافی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ الحمد للہ نیز آپ نے تمام احباب جماعت اور نمائندگان کا شکریہ ادا کیا۔ اور حضور انور کی ہدایت کی بناء پر۔ تعلیمی میدان میں ترقی کے لئے۔ میڈیکل سینٹر وغیرہ قائم کرنے کے لئے۔ اور نوجوانوں کی بے کاری دور کرنے کے سلسلہ میں ایک وسیع منصوبہ پیش کیا۔ اور حضرت بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے بھی تمام احباب کو دعا کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ اور مکرم سید طاہر احمد صاحب کلیم نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

بعد دعا یہ اجتماع نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا اس اجتماع میں بعض غیر احمدی نوجوان بھی شامل ہوئے۔ اور کھیلوں کے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

(شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ کٹک)

تیماپور بین الاقوامی جلسہ میں تقریر صدیق چن بسویشور نگر بیندار ٹمن آصف نگر حیدرآباد کی جانب سے ہر سال سہ روزہ بین الاقوامی مذہبی کانفرنس ہوتی ہے جس میں ملک بھر کے معززین گورنر۔ وزراء وائس چانسلر صاحبان اراکان پارلیمنٹ وغیرہ شرکت کرتے ہیں جس میں ہر مذہب و فرقہ کے احباب کو مدعو کیا جاتا ہے جو اپنے اپنے مذہب کی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ امسال یہ کانفرنس ۱۴-۱۵-۱۶ جنوری ۹۲ء کو منعقد ہوئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے داعیان کانفرنس نے عزیزم عبد النور آفتاب ابن ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری اور نعیم احمد آفتاب ابن ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری کو مدعو کیا گیا ساتھ ہی علمی مقابلہ جات میں بھی دونوں نے حصہ لیا دونوں عزیزان کی تقاریر بہت پسند کی گئی جو کہ اسلام و احمدیت کی بڑ: مؤثر پیغام جلسہ میں بہترین رہی نیز ان کو علمی مقابلہ جات میں انعام دوم دیا گیا۔ بعد اختتام جلسہ کثیر مجمع نے گھیر لیا مختلف سوالات کئے گئے۔ جس کا دونوں خدام نے مؤثر جواب دیکر شکوک کا ازالہ کیا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔ (ڈاکٹر آفتاب احمد تیماپوری)

بیعت کنندگان

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۹۱ء

مندرجہ ذیل احباب و مستورات کو بفضلہ تعالیٰ صد سالہ جلسہ سالانہ کے تاریخی موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعد نماز مغرب و عشاء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

(۱)۔ مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب پرسون۔ نیپال (۲)۔ مکرم جگیلو میاں صاحب پرسون۔ نیپال
(۳)۔ " بالو نند صاحب " " (۴)۔ " محمد فتح اللہ صاحب سکوئی جنیاں "
(۵)۔ " ریاض احمد صاحب سکوئی جنیاں " (۶)۔ " نگینہ صاحب سنبر سہ "
(۷)۔ " شاہجہان صاحب کنچن پور " (۸)۔ " شوکت علی صاحب دیوربانہ "
(۹)۔ " مقبول اللہ صاحب دیوربانہ " (۱۰)۔ " سراج الحق صاحب دہبی "
(۱۱)۔ " ایوب احمد صاحب دہبی " (۱۲)۔ " محمد سلیم صاحب " "
(۱۳)۔ " اعجاز احمد صاحب گنگٹوک سکم (۱۴)۔ " عبدالرحمن صاحب گنگٹوک سکم
(۱۵)۔ " اعجاز احمد صاحب گلبرگ لاہور پاکستان (۱۶)۔ " اے عبدالسلیم صاحب کاوانشیری کیرلہ
(۱۷)۔ " عبدالقیوم صاحب کبیرا بنگال (۱۸)۔ " حافظ الحق صاحب کبیرا بنگال
(۱۹)۔ " حسن ملا صاحب " " (۲۰)۔ " محمد مہتاب عالم صاحب سیکھواں پنجاب
(۲۱)۔ " ہادی عبدالغفور خان صاحب علی گنج یو۔پی (۲۲)۔ " محمد لیسین صاحب کانپور یو۔پی
(۲۳)۔ " آفتاب لیسین صاحب کانپور " (۲۴)۔ " حکیم برکت علی صاحب " "
(۲۵)۔ " پی کے۔ علیا رصاحب کاکاناڈ کوچین کیرلہ (۲۶)۔ " شیخ محمد خالد صاحب حافظ آباد پاکستان
(۲۷)۔ " نورالدین صاحب تردرپالا کرتی ورنگل۔ آندھرا (۲۸)۔ " رشیدالدین صاحب تردرپالا کرتی ورنگل آندھرا
(۲۹)۔ " اقرار احمد صاحب شاہجہانپور یو۔پی (۳۰)۔ " عاشق حسین صاحب راٹھور سرینگر کشمیر

فہرست خواتین جو ۹۱/۱۲/۲۸ کو بیعت اور دعا میں جلسہ گاہ مستورات میں شامل تھیں :۔

(۱)۔ مکرمہ زینب بیگم صاحبہ بنت محمد ابراہیم صاحب مرحوم ...... گنگٹوک سکم
(۲)۔ " منجو چھیتری صاحبہ " کیشر چھیتری ...... " "
(۳)۔ " پاکیزہ بیگم صاحبہ " حبیب اللہ صاحب مرحوم ...... " "
(۴)۔ " حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ منہاج ملا صاحب ...... کبیرا بنگال
(۵)۔ " حفیظہ بی بی صاحبہ اہلیہ حسن ملا صاحب ...... " "
(۶)۔ " فائزہ بی بی صاحبہ اہلیہ حسن ملا صاحب ...... " "
(۷)۔ " عذرا محی الدین صاحبہ بنت غلام محی الدین صاحب بادام شیر کشمیر کالونی اننت ناگ کشمیر
(۸)۔ " فاطمہ رضیہ صاحبہ بنت عبدالعزیز عابدین ...... کولمبو سری لنکا
(۹)۔ " نور افشاں صاحبہ اہلیہ آفتاب لیسین صاحبہ ...... کانپور یو۔پی
(۱۰)۔ " شبنم پروین صاحبہ ...... موتی ہاری بہار

اسی طرح مورخہ ۹۱/۱۲/۳۱ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں مکرم MR. JOSEF KONDLER آف جرمنی کو حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کرنے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کے ساتھ سلواہ (دیو بچھ) کے ایک دوست مکرم محمد عزیز صاحب ابن مکرم کریم بخش صاحب کو بھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

نیز مورخہ ۹۲/۱/۶ کو مشن ہاؤس دہلی میں مکرمہ شمیم ریاض صاحبہ بنت مکرم منصور علی ریاض صاحب کو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان سب نومبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین ؛

ولادت

اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے عزیزم منور احمد نعیم کو مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو میامی (امریکہ) میں ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام سرور احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم سابق ناظم دارالفضلاء کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب دارالعلوم غربی کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک، خادم دین ہونے اور درازیٔ عمر کیلئے درخواست دعا ہے۔

(اقبال بیگم جلیل - میامی - امریکہ)

"بھوک سے موت" ...... بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

انہیں لازماً انسانیت نصیب ہوتی ہے ...... میں نے تو ہندوستان میں جب سے آیا ہوں چل پھر کر جو حالات دیکھے ہیں مجھے تو غربت کے دکھ کا کوئی مذہب دکھائی نہیں دیا۔ سکھ مصیبت زدہ ہو، یا ہندو مصیبت زدہ ہو، یا مسلمان مصیبت زدہ ہو، ہر دکھ کا ایک ہی مذہب ہے ...... غریب کا اور کمزور کا دکھ محسوس کرنے کی جب تک ہم صلاحیت پیدا نہیں کرتے اس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہو سکتے۔"

(اختتامی خطاب صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

منیر احمد خادم

درخواست ہائے دعا

● مکرم سید عبدالمالک صاحب آف کٹک کو گرنے کے سبب سر میں شدید چوٹ آئی ہے اور کافی خون بھی ضائع ہوا ہے۔ کامل شفایابی کے لئے اور بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔

● مکرم نورالدین خان صاحب آف دھواں ساہی کے کاروبار میں برکت اور بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (بشارت احمد قادیان)

● مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب امروہی کے گردے میں پتھری تھی۔ اپریشن کر کے کچھ عرصہ پہلے گردہ نکالنا پڑا۔ اب اس اپریشن میں زخم اور ناسور کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ جس سے کافی تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (محبوب احمد امروہی۔ قادیان)

● مکرم حبیب اللہ صاحب گونلا (رانچی) پچاس روپے اعانت بدر ادا کر کے مکرمہ حسینہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی مغفرت، بلندی درجات اور ان کی اولاد کی صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

● خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ مسرت مبارکہ سلمہا اہلیہ عزیز جمیل احمد صاحب بھٹی آف کلکتہ اپنے ہاں پہلے بیٹے عزیز سراج احمد سلمہٗ کی ولادت کی خوشی میں بطور شکرانہ یکصد روپے مد "تعمیرات و مرمت مراکز مضافات قادیان" میں ادا کر کے عزیز نومولود کی صحت و سلامتی اور بلندی اقبال اور شوہر کی دینی و دنیوی ترقیات نیز خوشدامن محترمہ زینب منیر بھٹی صاحبہ اور تمام افراد خانہ کی صحت و عافیت کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتی ہیں۔

خورشید احمد انور ناظم وقف جدید۔ قادیان۔

● اللہ تعالیٰ نے مکرم جمیل احمد صاحب ولد محترم منیر احمد صاحب بھٹی آف کلکتہ کو مورخہ ۹۲/۲/۱۱ کو اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے جو محترم عبدالعظیم صاحب مرحوم درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں نومولود کی نانی صاحبہ محترمہ سیدہ نصرت جہاں صاحبہ نے یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

● مکرم شان محمد خان صاحب آف نانگل گھنو (یو۔پی) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۹۱/۱۲/۲۸ کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور انور نے "امان محمد" تجویز فرمایا ہے۔ اس خوشی میں خاکسار مبلغ دس روپے اعانت بدر میں جمع کرواتے ہوئے محترم بھائی صاحب موصوف کے نومولود بیٹے کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ (خاکسار انیس احمد خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

اخبار احمدیہ بقیہ صفحہ اول

موصول ہوئی ہے ۔ اطلاع کے مطابق حضرت سیدہ مدظلہا کی علالت گزشتہ چند روز سے تشویشناک صورت اختیار کئے ہوئے ہے ۔ اب آپ کی صحت یابی صرف اور صرف اذن الٰہی ہی ہے جس کے نتیجہ میں حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو شفاء عطا ہو سکتی ہے ۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ بارگاہ رب العزت میں حضرت زکریا علیہ السلام کی درج ذیل قرآنی دعا پیش کر کے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے لئے عاجزانہ دعائیں کرتے رہیں

وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۔ (مریم : آیت ۵)

ترجمہ :- اے میرے رب ! میں کبھی بھی تجھ سے دعائیں مانگنے کی وجہ سے ناکام (نامراد) نہیں رہا ۔

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ان مقدس ایام میں ہماری عاجزانہ دعاؤں کو اپنے فضل سے درجۂ قبولیت عطا کرتے ہوئے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو معجزانہ شفاء عطا فرمائے اور ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون بخشے ۔

آمین ۔

منظوری قائدین

(قائدین علاقائی) :-

(۱) قائد علاقائی اڑیسہ : مکرم شیخ حلیم الدین صاحب آف کیرنگ

(۲) ” ” کیرلہ : ” پی . پی . حسن کویا صاحب ۔

(قائدین مجالس) :-

الیپی	: مکرم ... ناصر احمد صاحب	چنتہ کنٹہ	: مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب ۔
کڈلائی	: ” پی پی عبد المجید صاحب ۔	امروہہ	: ” محمد یوسف صاحب ۔
کوٹار اکرا	: ” ایس . ... بشیر ...	سنگڑہ	: ” سید انوار الدین صا
کیرہ	: ” قمر الحق صاحب	موریاکنی	: ” کے مبشر الحق صاحب ۔
کیندرہ پاڑا	: ” شیخ وسیم احمد صاحب	بھاری	: ” مرزا رفیق الدین
مرکرہ	: ” پی . کے . قمر الدین صاحب	بالسو	: ” ظہور احمد صاحب رانٹو
چینگاترا	: ” کے . محمد صاحب		

نوٹ :- قائدین کرام ! ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدگی سے بھجوائیں ۔ شعبۂ اطفال کو بھی بیدار کریں ۔ رپورٹ فارم درکار ہوں تو دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان کو لکھیں ۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ۔ قادیان

ولادت

مکرم قربان صاحب ... کو اللہ تعالیٰ نے ... لڑکا عطا فرمایا ہے ... جس کا نام ... احمد رکھا گیا ہے ... صاحب صدر جماعت احمدیہ چالاکری کا پوتا ہے ... ہوئے زچہ بچہ کی صحت ... خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے ۔ ... قادیان

ارشاد نبوی
رَبِّ اَرْحَمْ
(قول اور چھکتا قول)
— منجانب —
سیکے از اراکین جماعت احمدیہ ملیسیمی

بروایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
پروپرائیٹرز :-
حنیف احمد کامران ۔
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے ۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RASWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE,

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4578/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110022 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES. OFF.-5375622 RESI.-6233384
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OPR SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099

قادیان میں مکان و جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے رجوع فرمائیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

دعا کے طالب :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ، ... کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ہماری اعلیٰ لذت ہمارے جذبات ہیں ۔
— سر کشتی نوح —
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ ، مضبوط اور دیدہ زیب
ریڈیئنٹ ، ہوائی چپل ، بیز ربر ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے ۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ
— پیشکش —
بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز :-
43-4028-5137-5206